دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ
الحق
ماہنامہ
زیر سرپرستی
شیخ الحدیث حضرۃ مولانا عبدالحق بانی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور
مغربی پاکستان

اے بی سی (آڈٹ بیورو آف سرکولیشن) کی مصدقہ اشاعت

لہٗ دعوۃ الحق

قرآن و سنت کی تعلیمات کا علمبردار

ماھنامہ

الحق

فون نمبر دار العلوم - ۴ فون نمبر رھائش ۲

اکوڑہ خٹک

مدیر
سمیع الحق

جلد نمبر ---------- ۹

شمارہ نمبر ---------- ۱۰، ۱۱

جولائی، اگست ---- ۱۹۷۴ء

جمادی الثانی / رجب - ۱۳۹۴ھ

بدل اشتراک - پاکستان میں سالانہ دس روپے	فی پرچہ ایک روپیہ	غیر ممالک بحری ڈاک ایک پونڈ ہوائی ڈاک دو پونڈ

سمیع الحق استاد دار العلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا۔

اس شمارے میں

اراکین قومی اسمبلی سے دردمندانہ گذارش

معزّز اراکین اسمبلی!

ملتِ اسلامیہ تقریباً نوّے سال سے مرزائیت کے ستم سہہ رہی ہے۔ اس مذہب کی طرف سے اسلام کے نام پر اسلام کی جڑیں کاٹنے کی جو طویل مہم جاری ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد کی دھجیاں بکھیری گئی ہیں۔ قرآنی آیات کے ساتھ کھلّم کھلاّ مذاق کیا گیا ہے۔ احادیثِ نبوی سے تلاعب کیا گیا ہے۔ انبیاء کرامؑ، صحابہؓ کے مقدّس گروہ۔ اہل بیت عظامؓ اور اسلام کی جلیل القدر شخصیتوں پر علانیہ کیچڑ اچھالا گیا ہے۔ اسلامی شعائر کی بدترین توہین کی گئی ہے۔ انتہا یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جیسے کردار کو اُس رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے "پہلو بہ پہلو" کھڑا کرنے بلکہ اس سے بھی بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کے مقامِ عظمت و رفعت کے آگے فرشتوں کا سرِ نیاز بھی خم ہے۔ جس کے نام نامی سے انسانیت کا بھرم قائم ہے۔ اور جس کے دامنِ رحمت کی فیاضیوں کے آگے مشرق و مغرب کی حدود بے معنی ہیں —

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نامؐ سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نامؐ سے ہے

مرزائیت اسی رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شیدائیوں کے خلاف نوّے سال سے سازشوں میں مصروف ہے۔ اس نے ہمیشہ اسلام کا روپ دھار کر امتِ مسلمہ کی پشت میں خنجر گھونپنے اور دشمنانِ اسلام کے عزائم کو اندرونی اڈّے فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے عالمِ اسلام کے مختلف حصّوں میں فرزندانِ توحید کے قتلِ عام اور مسلم خواتین کی بے حرمتی پر گھی کے چراغ جلائے ہیں اور اُس نے اپنے آپ کو ملتِ مسلمہ کا ایک حصّہ ظاہر کر کے اسلام دشمنوں کی وہ خدمات انجام دی ہیں جو اس کے کھلم کھلا دشمن انجام نہیں دے سکتے تھے۔

ملّتِ مسلمہ نوّے سال سے مرزائیت کے یہ مظالم جھیل رہی ہے۔ انہی مظالم کی بنا پر تمام مسلمانوں اور مصوّرِ پاکستان علامہ اقبال مرحوم نے اپنے زمانے کی انگریز حکومت سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ مرزائی مذہب کے متبعین کو غیر مسلم اقلیت قرار دیکر انہیں مسلمانوں کے جسدِ ملّی سے علیحدہ

کر دیا جائے۔ لیکن وہ ایک ایسی حکومت کے دور میں پیدا ہوئے تھے جس نے مرزائیت کا پودا خود کاشت کیا تھا۔ اور جس نے ہمیشہ اپنے مفادات کی خاطر مرزائیت کی پیٹھ تھپکنے کی پالیسی اختیار کی ہوئی تھی۔ لہٰذا پوری ملتِ اسلامیہ، اور خاص طور سے علامہ اقبالؒ کی درد میں ڈوبی ہوئی فریادیں ہمیشہ حکومت کے ایوانوں سے ٹکرا کر رہ گئیں۔ مسلمان بے دست و پا تھے۔ اس لئے وہ مرزائیت کے مظالم سہنے کے سوا کچھ نہ کر سکے۔

آج اسی مصوّرِ پاکستان کے خوابوں کی تعبیر پاکستان کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ یہاں ہم کسی بیرونی حکومت کے ماتحت نہیں تھے، لیکن افسوس ہے کہ ستائیس سال گذرنے کے بعد بھی ہم ملتِ اسلامیہ کی اس ناگزیر ضرورت اس کے دیرینہ مطالبے اور حق و انصاف کے اس تقاضے کو پورا نہیں کر سکے۔ اور اس عرصے میں مرزائیت کے ہاتھوں سینکڑوں مزید زخم کھا چکے ہیں۔

معزز اراکین اسمبلی!

اب ایک طویل انتظار کے بعد یہ اہم مسئلہ آپ حضرات کے سپرد ہوا ہے۔ اور صرف پاکستان ہی نہیں، بلکہ پورے عالمِ اسلام کی نگاہیں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں، پوری مسلم دنیا آپکی طرف دیکھ رہی ہے۔ اور ان خلد آشیاں مسلمانوں کی روحیں آپ کے فیصلے کی منتظر ہیں جنہوں نے غلامی کی تاریک رات میں مرزائیت کے بچھائے ہوئے کانٹوں پر جان دیدی تھی ۔۔۔ جو حق و انصاف کو پکارتے رہے، مگر ان کی شنوائی نہ ہو سکی۔ اور جو ستائیس سال سے اس مسلم ریاست کیطرف دیکھ رہے ہیں جو مجاہدینِ آزادی کے خوابوں کی تعبیر ہے۔ جو اسلام کے نام پر قائم ہوئی ہے، اور جو دو سو سالہ غلامی کے بعد مسلمانوں کی پناہ گاہ کے طور پر حاصل کی گئی ہے۔

معزز اراکین!

مسلمان کسی پر ظلم کرنا نہیں چاہتے۔ مسلمانوں کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ اس مرزائی ملت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے، جس نے اسلام سے کھلم کھلا خود علیحدگی اختیار کی ہے، جس نے اسلام کے مسلّمہ عقائد کو جھٹلایا ہے۔ جس نے دُنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کو برملا کافر کہا ہے۔ اور جس نے خود عملاً اپنے آپ کو ملتِ اسلامیہ سے کاٹ لیا ہے۔ ان کی عبادت گاہیں مسلمانوں سے الگ ہیں، ان کے اور مسلمانوں کے درمیان شادی بیاہ کے رشتے دونوں طرف سے ناجائز سمجھے جاتے ہیں، اور عدالتیں ایسے رشتوں کو غیر قانونی قرار دے چکی ہیں۔ مسلمان مرزائیوں

کے اور مرزائی مسلمانوں کے جنازوں میں شرکت جائز نہیں سمجھتے، اور ان کے آپس میں ہم مذہبوں کے سے تمام معاشرتی رشتے کٹ چکے ہیں۔ لہٰذا اسمبلی کی طرف سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اقدام کوئی اچنبھا یا مصنوعی اقدام نہیں ہوگا، بلکہ یہ ایک ایسی ظاہر و باہر حقیقت کا سرکاری سطح پر اعتراف ہوگا۔ جو پہلے ہی عالمِ اسلام میں اپنے آپ کو منوا چکی ہے۔

مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز کوئی ایسی تجویز نہیں ہے جو کسی شخصی عداوت یا سیاسی لڑائی نے وقتی طور پر کھڑی کر دی ہو۔ بلکہ یہ قرآن کریم کی بیسیوں آیات کا، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے سینکڑوں ارشادات کا، امت کے تمام صحابہؓ و تابعین اور فقہاء و محدثین کا، تاریخ اسلام کی تمام عدالتوں اور حکومتوں کا، مذاہب عالم کی پوری تاریخ کا، دنیا کے موجودہ ستر کروڑ مسلمانوں کا، پاکستان کے ابتدائی مصوّروں کا، خود مرزائی پیشواؤں کے اقراری بیانات کا، اور ان کے نوّے سالہ طرزِ عمل کا فیصلہ ہے۔ اور اس کا انکار عین دوپہر کے وقت سورج کے وجود کا انکار ہے۔

چونکہ مرزائی جماعتیں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے امتِ مسلمہ کے مفادات کے خلاف کارروائیوں میں مصروف رہتی ہیں، اس لئے ان کے اور مسلمانوں کے درمیان اس وقت منافرت و عداوت کی ایسی فضا قائم ہے۔ جو دوسرے اہلِ مذاہب کے ساتھ نہیں ہے۔ اس صورتِ حال کا اس کے سوا کوئی حل نہیں ہے۔ کہ مرزائیوں کو سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا جائے۔ اس کے بعد دوسری اقلیتوں کی طرح مرزائیوں کے جان و مال کی حفاظت بھی مسلمانوں کی ذمہ داری ہوگی۔ مسلمانوں نے اپنے ملک کے غیر مسلم باشندوں کیساتھ ہمیشہ انتہائی فیاضی اور رواداری کا سلوک کیا ہے۔ لہٰذا مرزائیوں کو سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد ملک میں ان کے جان و مال کا زیادہ تحفظ ہوگا۔ اور منافرت کی وہ آگ جو وقتاً فوقتاً سے بھڑک اٹھتی ہے، ملک کی سالمیت کیلئے کبھی خطرہ نہیں بن سکے گی۔

لہٰذا ہم آپ سے اللہ کے نام پر، شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کے نام پر، قرآن و سنّت اور امتِ اسلامیہ کے اجماع کے نام پر، حق و انصاف اور دیانت و صداقت کے نام پر، دنیا کے ستّر کروڑ مسلمانوں کے نام پر آزادئ ہند کے مقدس مجاہدین کے نام پر، اور پاکستان کے ابتدائی مصوّروں کے نام پر یہ اپیل کرتے ہیں کہ ملتِ اسلامیہ کے اس مطالبے کو پورا کرنے میں کسی قسم کے دباؤ سے متاثر نہ ہوں، اور جو اختیارات آپکو حاصل ہیں انہیں ملّت کی فلاح کیلئے استعمال کر کے اللہ اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر کریں جن کی شفاعت میدانِ حشر میں ہمارا آخری سہارا ہے۔ — اگر ہم نے اپنی اس ذمہ داری کو پورا نہ کیا تو ملّتِ اسلامیہ ہمیں کبھی معاف نہیں کریگی اقتدار و اختیار ڈھل جاتا ہے۔ لیکن غلط فیصلوں کا داغ موت کے بعد تک نہیں مٹتا — اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ آپکی دستگیری فرمائے۔ (عرکین مزار دادعہ ۲ منجانب ۳۰ اراکین قومی اسمبلی)

حزبِ اختلاف کی قرارداد

صریح واضح اور غیر مبہم مطالبہ

جناب اسپیکر

قومی اسمبلی، پاکستان

محترمی! ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں:-

چونکہ یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے، آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا، نیز چونکہ نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان، بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں، اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھیں۔

چونکہ وہ سامراج کی پیداوار تھا، اور اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔

نیز چونکہ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں، یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں، دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

نیز چونکہ اس کے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر اور اسلام کا ایک فرقہ ہونا بہانا کر کے، اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔

نیز چونکہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس میں، جو مکہ المکرمہ کے مقدس شہر میں الرابطہ العالم الاسلامی کے زیر انتظام ۶ اور ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کے درمیان منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے ۱۴۰ مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔

اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہئے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار، انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے مسلمان نہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لئے اور اسلامی جمہوریۂ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کیلئے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں۔

۱۔ دستخط مولانا مفتی محمود

۲۔ " مولانا عبد المصطفیٰ الازہری

٣۔ دستخط مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی۔
٤۔ " پروفیسر غفور احمد
٥ " مولانا سید محمد علی رضوی
٦ " مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک)
٧ " چوہدری ظہور الٰہی
٨ " سردار شیر باز خان مزاری
٩ " مولانا ظفر احمد انصاری
١٠ " جناب عبدالحمید جتوئی
١١ " صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری
١٢ " جناب محمود اعظم فاروقی
١٣ " مولانا صدر الشہید
١٤ " مولوی نعمت اللہ
١٥ " جناب عمرہ خان
١٦ " مخدوم نور محمد
١٧ " جناب غلام فاروق
١٨ " سردار مولا بخش سومرو
١٩ " سردار شوکت حیات خان
٢٠ " جناب علی احمد تالپور
٢١ " راؤ خورشید علی خان
٢٢ " رئیس عطا محمد خان مری

بعد میں حسب ذیل ارکان نے بھی قرارداد پر دستخط کئے

٢٣ " نوابزادہ میاں محمد ذاکر قریشی
٢٤ " جناب غلام حسن خان دھاندلا
٢٥ " جناب کرم بخش اعوان
٢٦ " صاحبزادہ محمد نذیر سلطان
٢٧۔ دستخط پیر غلام حیدر بھروانہ
٢٨۔ " میاں محمد ابراہیم برق
٢٩۔ " صاحبزادہ صفی اللہ
٣٠۔ " جناب نعمت اللہ خان شنواری
٣١۔ " ملک جہانگیر خان
٣٢ " جناب عبدالسبحان خان
٣٣ " جناب اکبر خان مہمند
٣٤ " میجر جنرل جمال دار
٣٥ " حاجی صالح خان
٣٦ " جناب عبدالمالک خان
٣٧ " خواجہ جمال محمد کوریجہ

مکتب اسلامیہ کا سب سے پاک
ترجمان
ہفت روزہ ترجمان حق جھنگ
جو موجودہ پُرفتن دور میں لادینیت، الحاد و اباحیت
اور مادر پدر آزادی کے خلاف مصروف جہاد ہے
[illegible]
مینجر

سرحد اسمبلی کے

قابلِ تحسین کارنامے

قرارداد نمبر ۵ جو صوبہ سرحد اسمبلی میں مورخہ ۲-۷-۷۴ کو مولانا حبیب گل ناظم کل پاکستان جمعیت علماء اسلام نے پیش کی۔ اور بھاری اکثریت سے منظور ہوئی ———

"یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے۔ کہ صوبۂ سرحد میں فلم "ڈان آف اسلام" جس کی نمائش سے مذہبِ اسلام کی توہین ہوتی ہے، کی درآمد پر پابندی عائد کرے۔ نیز مرکزی حکومت سے بھی اسی امر کی استدعا کی جائے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسی مذموم فلم کی نمائش فوراً بند کر دے۔"

قرارداد نمبر ۸ جو مولانا عبدالصمد رکن مجلس شوریٰ جمعیت علماء اسلام صوبۂ سرحد نے پیش کی اور جو متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

"یہ اسمبلی صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ اپنے دائرہ اختیار میں تمام اسلامی احکامات کو قانونی شکل دے کر فی الفور نافذ کرے۔"

نوٹ:۔ قادیانیوں کے بارہ میں مولانا حبیب گل صاحب کی پیش کردہ قراردادِ اقلیت کی تفصیل اخبارات میں آچکی ہے۔ ہم ان نہایت اہم قراردوں کی تحریک پر محرکین قرارداد اور قرارداد منظور ہونے پر پوری اسمبلی کو دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں مسلمانانِ سرحد کے جذبات دینی اور ایمانی حمیت پر مبنی فیصلے رنگ لا رہے ہیں۔ اقتدار اور اختلاف دونوں صورتوں میں اہلِ ایمان و اخلاص کی سعی ضائع نہیں جاتی۔

ترتیب ادارۂ الحق

برّصغیر کے مسلمانوں کی

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی متفقہ آواز

- پاکستان کے ہر مکتب فکر کے علماء کی سفارشات
- مرزا ظفر علی ہائیکورٹ جج
- شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی
- علامہ اقبالؒ

دستور ساز اداروں کا اسلامی فرض

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے علماء کی متفقہ تجویز

جنوری ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے ہر مکتب فکر کے ۳۳ سربرآوردہ علماء نے دستوری سفارشات میں جو ترمیمات پیش کیں۔ ان میں سے ایک ترمیم یہ بھی تھی، کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دیکر پنجاب اسمبلی میں ان کے لئے ایک نشست مخصوص کر دی جائے۔ اور دوسرے علاقوں کے قادیانیوں کو بھی اس نشست کے لئے کھڑے ہونے اور ووٹ دینے کا حق دیدیا جائے۔ اس ترمیم کو علماء نے ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا ہے۔

ترمیم | یہ ایک نہایت ضروری ترمیم ہے۔ جسے ہم پورے اصرار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ملک کے دستور سازوں کے لئے یہ بات کسی طرح موزوں نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے ملک کے حالات اور مخصوص اجتماعی مسائل سے بے پرواہ ہو کر محض اپنے ذاتی نظریات کی بناء پر دستور بنانے لگیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ملک کے جن علاقوں میں قادیانیوں کی بڑی تعداد مسلمانوں کے ساتھ ملی جلی ہے۔ وہاں اس قادیانی مسئلے نے کس قدر نازک صورت حال پیدا کر دی ہے۔ ان کو پچھلے دور کے بیرونی حکمرانوں کی طرح نہ ہونا چاہئے۔ جنہوں نے ہندو مسلم مسئلہ کی نزاکت کو اس وقت تک

محسوس کرنے ہی نہ دیا۔ جب تک متحدہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ دونوں قوموں کے فسادات سے خون آلودہ نہ ہو گیا۔

جو دستور ساز حضرات خود اس ملک کے رہنے والے ہیں۔ ان کی یہ غلطی بڑی افسوسناک ہوگی۔ کہ وہ جب تک پاکستان میں قادیانی مسلم تصادم کو آگ کی طرح بھڑکتے ہوئے نہ دیکھ لیں۔ اس وقت تک انہیں اس بات کا یقین نہ آئے کہ یہاں ایک قادیانی مسلم مسئلہ موجود ہے۔ جسے حل کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ اس مسئلہ کو جس چیز نے نزاکت کی آخری حد تک پہنچا دیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ قادیانی ایک طرف مسلمان بن کر مسلمانوں میں گھستے بھی ہیں۔ اور دوسری طرف عقائد عبادات اور اجتماعی شیرازہ بندی میں مسلمانوں سے نہ صرف الگ بلکہ ان کے خلاف صف آراء بھی ہیں۔ اور مذہبی طور پر تمام مسلمانوں کو علانیہ کافر قرار دیتے ہیں۔ اس خرابی کا علاج آج بھی یہی ہے۔ اور پہلے بھی یہی تھا۔ (جیسا کہ علامہ اقبال مرحوم نے اب سے بیس برس پہلے فرمایا تھا) کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دے دیا جائے۔

اختلاف عقائد — مرزائی ایک جداگانہ جماعت

مرزا سر ظفر علی صاحب جج ہائیکورٹ کا مطالبہ

دو باتیں صاف ہیں۔ اوّل یہ کہ عقائد کے اصولی اختلافات کی بناء پر مرزائی مسلمانوں کیساتھ شامل نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ مسلمانوں کے تمام دیگر فرقے متحد ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایک ہی پیغمبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ مرزائیوں کا اپنا پیغمبر ہے۔ اور تفرقہ کی یہی وہ حد فاصل ہے۔ جو بنی نوع انسان کی تاریخ میں چلی آتی ہے۔ ایک نئے پیغمبر کی متبعین کو بسا اوقات ان اشخاص کی مخالفت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جو قدیم ادیان کے پابند ہوں۔ اس لئے یہ خیال کرنا ایک بڑی غلطی ہے۔ کہ مرزائی مسلمانوں کا ایک ہی فرقہ ہیں۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کی بڑے زور سے تردید کرتے ہیں۔ اور سب جانتے ہیں۔ کہ مرزائی عام مسلمانوں سے علیحدگی کی

جنگ کا وعظ کرتے ہیں۔ مرزائی مسلمانوں سے شادی بیاہ کا کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ نہ وہ ان کیساتھ نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ نہ کسی مسلمان کے جنازہ پر دعا مانگتے ہیں۔ مسلمان بھی انہیں کافر خیال کرتے ہیں۔

حکومت اور مرزائی | دوم اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں میں یہ عام خیال پھیلا ہوا ہے۔ کہ چونکہ مرزائی حکومت سے اپنی وفاداری کا اقرار کرتے ہیں اس لئے حکومت ان سے اس وفاداری کے صلہ میں ترجیحی برتاؤ کرتی ہے۔ جس سے مسلمانوں کے مفاد کو نقصان پہنچتا ہے۔ مجھے اس معاملہ کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اس لئے کہ جن واقعات سے مذکورہ بالا خیال پیدا ہو چکا ہے۔

وہ عالم آشکارا ہو چکے ہیں | مرزائیوں کو جداگانہ جماعت قرار دیا جائے۔ مذکورہ بالا واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت کو اپنی حکمت عملی بدل دینی چاہیئے، بشرطیکہ وہ مسلمانوں کے زائل شدہ اعتماد کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتی۔ مرزائیوں کو ایک جداگانہ جماعت قرار دینا چاہیئے۔ ان کے خلاف قانون سرگرمیوں کو اسی طرح دبانا چاہیئے۔ جس طرح مسلمانوں کی کسی جماعت یا فرد کے معاملے میں کیا جاتا ہے۔ مرزائیوں سے امتیازی سلوک کا نتیجہ لازمی طور پر بے چینی اور ناراضگی کی صورت میں ظہور پذیر ہوگا۔

جو زہر دودھ میں مخلوط ہو گیا ہے وہ نہایت خطرناک ہے

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہٗ

مرزا غلام احمد قادیانی ایسی نبوت کے مدعی ہوئے، جس پر نہ صرف قادیان کو نہ صرف پنجاب کو، نہ صرف انڈیا کو بلکہ تمام خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی طرح تمام عالم کو ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔ پھر جو کوئی اس دعوت کے پہنچنے پر بھی ایمان نہ لائے، وہ دائرہ ایمان و اسلام سے خارج اور جہنمی ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر ایمان نہ لانے والا بے ایمان اور جہنمی ہوتا ہے۔ بلکہ ان کا نہ ماننے والا بعینہٖ خدا و رسول کو بھی نہ ماننے والا ہے۔ اس لئے مرزا غلام احمد قادیانی اسلام کے ایک قطعی عقیدہ کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے مرتد اور زندیق ہے۔ اور جو جماعت ان تصریحات پر مطلع ہو کر ان کو صادق سمجھتی رہے۔ اور اس کی حمایت میں لڑتی رہے۔ وہ بھی یقیناً مرتد اور زندیق ہے۔ خواہ وہ قادیان میں سکونت رکھتی ہو یا لاہور میں جب تک وہ ان تصریحات کے غلط اور باطل ہونے کا

اعلان نہ کرے گی خدا کے عذاب سے خلاصی پانے کی اس کے لئے کوئی سبیل نہیں۔
آپ یقین کیجئے۔ کہ ہم کو مرزا صاحب یا کسی ایک کلمہ گو کے کافر اور مرتد ثابت کرنے میں کوئی خوشی نہیں ہے۔ ہماری حالت تو یہ ہے، کہ نہ ہم غیر مقلدین کو کافر کہتے ہیں، نہ تمام شیعوں کو نہ ہمارے نیچریوں کو حتیٰ کہ ان بریلویوں کو بھی کافر نہیں کہتے۔ جو ہم کو کافر بتلاتے ہیں۔ اور ہماری تمنا تھی، کہ کوئی صورت ایسی نکل آتی کہ مرزائیوں کی تکفیر سے بھی ہم کو زبان آلودہ نہ کرنی پڑتی، لیکن ان کے ملحدانہ دعاوی نے جن سے بارگاہ رسالت میں سخت گستاخی ہوتی ہے۔ اور کسی طرح ختم نبوت کا ستون کھڑا نہیں رہ سکتا۔ ہم کو مضطرب کر دیا ہے۔ کہ بادل نخواستہ ان کی گمراہی سے لوگوں کو بچائیں کہ جو زہر دودھ یا مٹھائی میں مخلوط ہو گیا ہو۔ وہ سخت خطرناک ہے۔

قادیانیت اسلامی وحدت پر ضرب کاری

ترجمان حقیقت علامہ محمد اقبال مرحوم کا فیصلہ

علامہ محمد اقبال مرحوم کے متعلق صرف اتنا ہی کہہ دینا سب سے بڑی شہادت ہے۔ کہ قائد اعظم نے ان کے حق میں فرمایا تھا کہ "وہ میرے لئے ہادی تھے" (ڈان اقبال نمبر)

۱۔ **اسلام کی وحدت کے لئے خطرہ** | ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو۔ لیکن اپنی بنیاد نئی نبوت پر رکھے۔ اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے خطرہ تصور کرے گا۔ اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے۔

۲۔ **یہودیت کا عنصر** | قادیانیت باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔ اس کا خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں۔ اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں۔ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔
نوٹ: مرزا غلام احمد قادیانی نے اقرار کیا ہے۔ کہ ہماری جماعت بنی اسرائیل سے مشابہ ہے۔

(تذکرہ ۴۰۹)

۳۔ **حکومت کی وفاداری** | ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنے اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے۔ اور یہ لبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کا ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں

کوئی بہتر طریقہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلائے۔ اور اس کے بعد حکومت کا حصول ادا کرتے رہیں۔

نوٹ: مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ کہ انگریزی حکومت تمہارے لئے ایک رحمت ہے تمہارے لئے ایک برکت ہے۔ تبلیغ رسالت صفحہ ۱۲۲ ج۔۱

۴۔ اقبال کی مرزائیوں سے بیزاری | ذاتی طور پر اس تحریک سے میں اس وقت بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک کے کارکنوں کو اپنے کانوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

۵۔ مسلمانوں کے متعلق مرزائیوں کا عقیدہ | ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ بانی تحریک نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی ہے۔ اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کے بنیادی اصولوں سے انکار اپنی جماعت کا نیا نام مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلق نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ تمام دنیائے اسلام کافر ہے۔ یہ تمام امور قادیانیوں کی علٰحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقع یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں زیادہ دور ہیں۔ جتنے سکھ ہندوؤں سے۔

مرزائیوں کی ہندو سے سازباز | اور یہ بات بھی بدیہی ہے۔ کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ مسلمانان ہند کی سیاسی نفوذ کی ترقی سے ان کا یہ مقصد یقیناً فوت ہو جائے گا۔ کہ پیغمبر عرب کی امت سے ہندوستانی پیغمبر کی ایک نئی امت تیار کریں۔ میں نے قادیانیت کے متعلق جو بیان دیا تھا۔ اس سے پنڈت جی اور قادیانی دونوں پریشان ہیں۔ غالباً اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ مختلف وجوہ کی بناء پر دونوں اپنے دل میں مسلمانان ہند کے مذہبی اور سیاسی استحکام کو پسند نہیں کرتے۔

۶۔ قادیانی سیاست میں مسلمانوں کیساتھ کیوں ہیں؟ | قادیانیوں نے اپنی جداگانہ سیاسی حیثیت کا مطالبہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مجالس قانون ساز میں ان کی نمائندگی نہیں ہو سکتی۔ نئے دستور میں اقلیتوں کے تحفظ کا علٰحدہ لحاظ رکھا گیا ہے۔ لیکن میرے خیال میں قادیانی حکومت سے علٰحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہ کریں گے۔

۵۔ ملت اسلامیہ اور حکومت کو خطاب ۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گذرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لئے کیوں انتظار کر رہی ہے۔ (حرف اقبال از صفحہ ۱۲۲ تا ۱۴۰)

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

خرابیٔ ہضم
کارمینا کی ہاضم ٹکیوں کے استعمال سے اس کا ازالہ کیجیے
جہاں تک ہو سکے معدہ کی خرابی سے بچیے۔ کارمینا ہمیشہ اپنے پاس رکھیے۔ بدہضمی، قبض، معدے میں گیس، بھوک کی کمی، سینے کی جلن، کھانے کے بعد طبیعت کا گرجانا اور پیٹ پھولنا، یہ سب خرابیٔ ہضم کی واضح علامتیں ہیں۔ کارمینا ان کی اصلاح اور علاج کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔
کارمینا
معدہ اور جگر کی اصلاح کرتی ہے۔
گیس سے نجات دلاتی ہے۔
ہمدرد دواخانہ (وقف)
کراچی - لاہور - راولپنڈی
ڈھاکہ - چاٹگام
Adarts H/CAR/1/72

رثاء مولانا محمد ادریس الکاندھلوی رحمہ اللہ

العلامہ الشیخ ظفر احمد عثمانی

تبا لدنیا لا یدوم نعیمہا	وجمیع ما فیہا لدینا فان
ادریس لا تبعد فذکرک خالد	والذکر للانسان عمر ثان
قد کنت ارجو ان تکون خلیفۃ	لدراسۃ الآثار والقرآن
لکن رحلت الی الجنان بسرعۃ	وترکت اہلک فی البکا لزمان
قد کنت بحرا فی العلوم باسرہا	والانت حقا عالم ربانی
قد کنت بدرا للغیاھب ماحیا	قد کنت نجما راجم الشیطان
قد کنت من اہل الصلاح نعم ومن	اہل التقی فی السر والاعلان
فاللہ یورثک الجنان برحمۃ	وکرامۃ بالعفو والغفران
فتکون وارث جنۃ الفردوس فی	یوم الجزا بالروح والریحان
ثم الصلوٰۃ علی النبی المصطفیٰ	خیر الخلائق من بنی عدنان

م۔م۔ صدیقی

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ

امراء
اور
حکام سے زندگی بھر کنارہ کش رہے ــــــــ!

مولانا کا تعلق ایک بلند پایہ علمی خاندان سے تھا۔ والد کی طرف سے صدیقی اور والدہ کیطرف سے فاروقی النسب تھے۔ مثنوی مولانائے روم کے خاتم مفتی الٰہی بخش اور مولانا فخر الدین رازی آپ کے اجداد میں ہیں۔ آبائی وطن یو پی کا مردم خیز قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر تھا۔

آپ کے والد محترم حافظ محمد اسماعیل بھوپال میں محکمہ جنگلات کے مہتمم تھے۔ ۱۹۰۰ عیسوی میں وہیں آپ پیدا ہوئے۔ نو سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا۔ ابتدائی دینی تعلیم مولانا اشرف علی تھانوی کی زیرنگرانی خانقاہِ اشرفیہ تھانہ بھون میں حاصل کی۔ اس کے بعد مدرسہ عربیہ مظاہر علوم سہارن پور چلے گئے۔ اور تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر مروّج علوم کی تکمیل کی۔ مولانا خلیل احمد سہارن پوری، مولانا ثابت علی صاحب اور حافظ عبداللطیف صاحب جیسے جلیل القدر علماء سے علمی استفادہ کیا۔ ۱۹ برس کی عمر میں سندِ فراغ حاصل کی۔ اس وقت دارالعلوم دیوبند، ملک بلکہ تمام عالمِ اسلام کے جہاندیدہ فن کا مرکز بنا ہوا تھا۔ وہاں کے افق پر پیغمبرانہ علوم کے ماہ و نجوم کا جھرمٹ تھا۔ آپ نے ان درخشندہ ماہ و نجوم سے بھی کسبِ نور کا ارادہ کیا۔ اور مظاہر علوم سہارن پور سے سندِ فراغ لے کر دارالعلوم دیوبند چلے گئے اور وہاں دوبارہ دورۂ حدیث پڑھا اور علامہ انور شاہ کشمیری، علامہ شبیر احمد عثمانی اور مفتی عزیز الرحمان جیسے مایہ ناز اساتذہ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔

تدریسی زندگی | ۱۹۲۱ء سے آپ کی تدریسی زندگی کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے مدرسہ امینیہ دہلی سے تعلق قائم ہوا۔ لیکن وہاں صرف ایک سال رہے۔ آئندہ سال دارالعلوم کی کشش آپ کو دیوبند کھینچ لائی۔ یہ آپ کے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔ کہ ایک سال قبل جن عظیم اساتذہ کے آگے آپ نے زانوئے ادب تہہ کیا تھا، انہوں نے آپ کی علمی صلاحیتوں کو بھانپ لیا تھا۔ علامہ انور علی شاہ کاشمیری

مولانا محمد احمد (مہتمم دار العلوم) مولانا حبیب الرحمان عثمانی نے دار العلوم میں آنے کی دعوت دی۔ قدرت نے آپ کو یہ شرف بخشا کہ انورشاہ، شبیر احمد عثمانی اور مفتی عزیز الرحمان جیسے جلیل القدر اساتذہ کے پہلو بہ پہلو مسندِ درس پر فائز ہوں۔ تقریباً دس برس دار العلوم سے وابستگی رہی۔ اس کے بعد بعض وجوہ کی بنا پر آپ حیدر آباد دکن چلے گئے۔

حیدر آباد کم و بیش نو برس قیام رہا، اگرچہ وہاں نہ دار العلوم سے وابستگی جیسی نعمت تھی اور نہ علامہ انورشاہ اور علامہ عثمانی جیسے علم و حکمت کے سرچشموں کا قرب مگر اس اعتبار سے حیدر آباد دکن کا زمانۂ قیام آپ کی زندگی کا ایک قیمتی حصہ گردانا جاسکتا ہے کہ تعلیق الصبیح شرح مشکٰوۃ المصابیح جیسی عظیم اور مایہ ناز کتاب کی تالیف کا موقع ملا۔ اور اس کی ابتدائی چار جلدیں وہیں کے دوران قیام دمشق جاکر طبع کرائیں۔

تعلیق الصبیح عربی زبان میں تھی اور علمی نقطۂ نظر سے اتنی ٹھوس اور بلند کہ علماء ہند کے علاوہ مصر، شام اور حرمین شریفین کے علماء نے اس کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور اس پر تقاریظ لکھیں تعلیق الصبیح کی اشاعت ہند سے نکل کر عرب ممالک میں آپ کے تعارف کا ذریعہ بنی۔

نظریۂ پاکستان سے وابستگی علامہ شبیر احمد عثمانی کے خصوصی شاگرد ہونے کے علاوہ قدرت نے ان سے خاندانی رشتے بھی قائم کر دئے۔ اور پھر مولانا کو تحریک پاکستان کے بارے میں علامہ عثمانی کی رائے اور نظریات سے کامل اتفاق تھا۔ عملاً سیاست میں حصہ نہ لینے کے باوجود آپ ہمیشہ اپنی ذاتی اور علمی مجلسوں میں نظریۂ پاکستان" اور دو قومی نظریے کی زبردست تبلیغ کرتے رہے۔ ہمیشہ یہی فرماتے کہ :۔ "مجھے سب سے زیادہ بغض ہندو سے ہے۔"

کسی بڑے سے بڑے آدمی سے بھی ہندو مسلم اتحاد کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے۔ نظریۂ پاکستان سے والہانہ عشق ۱۹۴۹ء میں پاکستان لے آیا۔ ریاست بہاول پور کی دعوت پر بطور شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ، آپ بہاول پور تشریف لے آئے۔ اور دو برس کے قریب بہاولپور میں قیام رہا۔

لاہور میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب خلیفۂ خاص حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی سعی، کاوش سے جامعہ اشرفیہ کے نام سے ایک دینی درس گاہ کا قیام عمل میں آچکا تھا، تقسیم ہند کے خونچکاں ہنگاموں اور واقعات نے علم و حکمت کے جن موتیوں کو بکھیر دیا تھا۔ مفتی صاحب انہیں سمیٹنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مولانا جامعہ اشرفیہ کے سالانہ جلسہ میں شمولیت کی خاطر لاہور تشریف لائے۔ اور حضرت

مفتی صاحب کی نگاہ انتخاب نے آپ کو چن لیا۔ حضرت مفتی صاحب نے مولانا سے فرمایا: "میں آپ کو پراٹھا اور پلاؤ چھوڑ کر سوکھی روٹی کی دعوت دیتا ہوں۔" مولانا نے بلا تامل جواب دیا: حضرت! خدمت دین کی خاطر مجھے منظور ہے۔ مولانا کو احساس تھا کہ جامعہ عباسیہ وابستگی کی صورت میں شاید خدمت دین ادا نہ ہو سکے۔ اس لئے ان تمام مادی منافع سے قطع نظر کر لی جو سرکاری ملازمت سے وابستہ تھے۔ چنانچہ لاہور چلے آئے اور زندگی کے آخری لمحہ تک اشرفیہ سے وابستہ رہے۔

مرکز تبلیغ | آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا محور پورا ملک تھا۔ اور کراچی سے پشاور تک تبلیغی جلسوں میں شمولیت فرماتے۔ لیکن آپ کی دعوت وارشاد اصل مرکز بیس برس تک نیلہ گنبد رہا۔

تصانیف | تقریباً تمام دینی موضوعات پر قلم اٹھایا۔ تصانیف کی تعداد ایک سو سے اوپر ہے۔ تعلیق الصبیح (عربی) معارف القرآن، سیرت مصطفیٰ، تراجم بخاری، عقائد اسلام، اصول اسلام، خلافت راشدہ، اسلام اور نصرانیت، علم الکلام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تفسیر حدیث اور عقائد کے علاوہ آپ کے سب سے زیادہ رسائل عیسائیوں اور قادیانیوں کے رد میں ہیں۔

اخلاق وعادات | ہمیشہ انتہائی سادہ زندگی گزاری، اس قدر علم وفضل کے باوجود کبھی اس کی نمائش نہیں کی، خود آپ کے شاگرد آتے تو ان کے لئے اپنے ہاتھ سے کھانا لے کر آتے، ہر ایک سے سادہ اور بے تکلف گفتگو کرتے، امراء اور حکام سے زندگی بھر کنارہ کش رہے۔ بڑے بڑے لوگوں نے ان سے اپنی شخصیت اور وابستگی کا اظہار کیا۔ مگر کبھی کسی سے کوئی دنیوی غرض بیان نہیں کی۔ بارہا مولانا کو یہ کہتے سنا کہ: "اگر میں اہل دنیا کے آگے ہاتھ پھیلاتا تو میری اولاد کو نوکریاں کسے نہ کی ضرورت نہ ہوتی۔" مگر فرماتے کہ: "مجھے یہ دیکھ کر روحانی سکون ہوتا ہے کہ میرا ہر بچہ اپنی استعداد اور محنت کے مطابق روزی کما رہا ہے۔"

آج کے دور میں جب لوگوں نے دولت ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ زندگی بھر قناعت کے ساتھ گزر کرنا اور تمام تر ظاہری وسائل اور مواقع موجود ہونے کے باوجود خالی ہاتھ دنیا سے گزر جانا، ایک مافوق الفطرت کارنامہ ہے۔ ایک عظیم الشان لائبریری اور قیمتی مسودات کے سوا پسماندگان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔

الحق میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

مرزائیت اور قومی اسمبلی کی ذمہ داری اور دائرہ کار

شیخ الحدیث مولانا عبد الحق نائب صدر مرکزی مجلس عمل پاکستان کا اخباری بیان

آل پاکستان مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے نائب صدر شیخ الحدیث مولانا عبد الحق صاحب رکن قومی اسمبلی نے کہا ہے کہ اسلام میں ختم نبوت پر یقین نہ رکھنے والے افراد کی حیثیت بالکل واضح اور غیر متنازعہ ہے۔ اور پوری امت کا حضور نبی کریم کے زمانے سے لیکر اب تک ایسے لوگوں کے کافر اور خارج از اسلام ہونے پر اتفاق ہے۔ اس کی روشنی میں مرزا غلام احمد اور اس کے ہر قسم کے پیروکاروں کو بھی پوری امت مسلمہ نے خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ حضرت مولانا عبد الحق صاحب نے کہا کہ حکومت نے قومی اسمبلی میں اپنی پیش کردہ تحریک میں ایسے لوگوں کی حیثیت متعین کرنے کے سوال کو زیر بحث لانا چاہا۔ اس لئے حزب اختلاف نے اپنی قرارداد میں حکومتی تحریک سے پیدا ہونے والے خطرات یعنی ایک اجماعی اور واضح مسئلہ کو متنازعہ بنانے کا راستہ روک دیا ہے۔

اس لئے کمیٹی کے تمام اراکین کا فرض ہے۔ کہ اپنی بحث کا دائرہ ختم نبوت کے انکار کرنے والے مرزا غلام احمد کے ہر قسم کے پیروکاروں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے آئینی طریقۂ کار وضع کرنے تک محدود رکھیں۔ اس نقطے سے ہٹ کر اصل مسئلہ ختم نبوت سے انکار کو زیر بحث لانے اور گویا ایسے غیر طے شدہ اور متنازعہ سمجھنے کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جس کا اعتراف جناب وزیر اعظم بھی اپنی نشری تقریر میں کر چکے ہیں۔

مولانا عبد الحق صاحب شیخ الحدیث نے کہا کہ ایک ایسے قطعی طے شدہ مسئلہ میں نہ تو گواہوں کی گنجائش ہے، نہ دستاویزوں کی اور نہ کمیٹی کو ان باتوں میں الجھ کر وقت ضائع کرنا چاہئے۔ اسمبلی کی ذمہ داری یہ ہے۔ کہ پاکستان کے سواد اعظم ملت اسلامیہ کے جذبات اور خواہشات کا احترام کرتے ہوئے مرزائیوں کے ہر دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے آئینی تحفظات فراہم کرے۔

(بشکریہ نوائے وقت۔ راولپنڈی)

عربی سے ترجمہ
ادارۂ الحق

الاستاذ عبداللہ الدارہی
مدیر اخبار العالم الاسلامی۔ مکہ

مکہ کانفرنس کی قرار داد قادیانیت

اور

مسلمانوں کا فریضہ

سعودی عرب کے مشہور ہفت روزہ کی اپیل

مکہ معظمہ سعودی عرب کے مشہور ہفت روزہ اخبار العالم الاسلامی کے ایڈیٹر جناب عبداللہ الدارہی نے مورخہ ۳۱ اپریل ۱۹۷۴ء کے اداریئے میں کلمہ حق کے عنوان سے یہ ایمان افروز تبصرہ شائع کیا ہے :

دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں کی کانفرنس منعقدہ مکہ مکرمہ کی سفارشات اور قرار دادوں میں سے ایک قرار داد یہ بھی تھی کہ قادیانیوں کی جماعت کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا جائے کانفرنس نے اس باطل مذہب کے خلاف مقابلہ کرنے اور امتِ مسلمہ کو اس باطل مذہب کی گمراہی اور خرافات سے بچنے کی دعوت دی۔

کانفرنس نے کہا کہ قادیانیت اسلام کے لئے ایک عظیم خطرہ ہے۔ "قادیانیت" دین کے خلاف دین کا لبادہ اوڑھ کر یہ اسلحہ استعمال کرتی ہے۔ اور اپنی فاسد اغراض کے لئے اللہ تعالےٰ کے کلام : قرآن پاک تک کی تحریف کرتی ہے۔

کانفرنس نے واضح کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی ہونے اور خاتم الانبیاء تک ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور یہ تمام مسلمانوں کے متفقہ عقیدہ کے خلاف ہے۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول اور پیغمبر ہیں۔ ان کے بعد تا قیامت کوئی نبی اور پیغمبر نہیں آئے گا۔ اور اس قادیانی (غلام احمد) نے جن تاویلوں سے کام لیا ہے۔ وہ سراسر باطل ہیں۔ اسی

طرح ان تمام دعووں کا جس کو اس قادیانی نے اپنی کتابوں اور خطبوں میں بار بار ذکر کیا ہے ۔ دینِ حنیف و دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہتا ۔ ایسے دعوے اس قادیانی کذاب اور اس کے پیروکاروں کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں ۔

قادیانی ٹولہ اپنی باطل دعوت اور فاسقانہ و گمراہانہ چالوں سے اسلام اور سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کے لئے ایک عظیم خطرہ بن رہا ہے ۔ اور وہ مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرنے اور انہیں متفرق کرنے کا گھناؤنا کردار ادا کر رہا ہے ۔

بیشک قادیانی ٹولہ اسلام کے نام پر اسلام سے برسرِ پیکار ہے ۔ اور دین اور شریعت کا نام لیکر اپنے باطل اور جھوٹے افکار پھیلانے کے لئے یہ حربہ استعمال کر رہا ہے ۔ اس طرح وہ اپنے ناکارہ اور خبیث مقاصد کے لئے قرآن کریم کے مطالب اور معانی کی تحریف کر رہا ہے ۔ اس طرح وہ منافقت کے تمام حربوں کے ساتھ مسلمانانِ اسلام کی صفوں میں داخل ہو کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے منصوبہ پر عمل پیرا ہے ۔

بدقسمتی سے ایشیا اور افریقہ کے بعض ممالک میں قادیانیت کا پرچار کرنے والے افراد موجود ہیں ۔

قادیانیت کے دعوے معقولیت اور شرافت کے معیار سے اتنے گر چکے ہیں کہ وہ محض بہتان اور خرافات رہ گئے ہیں ۔

اس لئے تمام مؤمنین اور اہلِ قلم حضرات پر واجب ہے کہ وہ " قادیانیت " کے باطل افکار کی تردید کریں ۔ ان کے باطل دعووں اور فاسد عقائد اور اسلام اور اسلام کے نبی آخرالزمان کے متعلق زہر آلود سازشوں اور خطرات سے مسلمانوں کو آگاہ کریں ۔

ہمیں علماء خطباء کرام اور دعاۃ اسلام سے پوری امید ہے کہ اس باطل فرقہ اور اس قسم کے دیگر فاسق فرقوں کا ہر موقعہ پر سدّباب ، اور قادیانیت زدہ افراد کی اصلاح کریں گے ۔

(ترجمہ از اخبار العالم الاسلامی مکہ ۱۴ ربیع الثانی ۵ مئی ۱۹۸۷ء)

سنسر وغیرہ کی پابندیوں، موجودہ حالات اور بعض انتہائی ناگزیر وجوہات کی وجہ سے جولائی اگست کا شمارہ یکجا شائع کیا جا رہا ہے ۔ ہم تمام قارئین سے معذرت خواہ ہیں جنہیں انتظار کی زحمت اٹھانی پڑتی ہے ۔ اور حالات کے سازگار ہونے اور مشکلات پر قابو پانے کیلئے خلوصِ دل سے دعاؤں کے طلبگار بھی ہیں ۔ (ادارہ)

جناب سلیم الحق صدیقی۔ کراچی

مرزائیوں کی لاہوری جماعت

قادیانیوں کا ہراول دستہ

بعض مسلمانوں میں یہ عام تأثر پایا جاتا ہے۔ کہ قادیانی مذہب کی ایک شاخ جو لاہوری جماعت کے نام سے مشہور ہے۔ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں بعض جریدے تک جو قادیانی مذہب کی مخالفت میں مشہور ہیں۔ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ لہذا اس کا ازالہ اشد ضروری ہے۔ تاکہ مسلمان اس عظیم فتنہ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکیں۔

لاہوری مرزائی فرقے کا مرکز لاہور میں براندرتھ روڈ پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام سے کام کر رہا ہے۔ پاکستان میں ان کی تعداد پندرہ بیس ہزار سے زیادہ نہیں، لیکن اس گروہ نے قادیانی مذہب کی جڑیں مضبوط کرنے میں بہت کام کیا ہے۔ خاص طور سے غیر ممالک میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب کے پرچار میں بہت جوش و خروش سے حصہ لیا ہے۔ انگلستان میں ووکنگ مسجد اور قادیانی ووکنگ مشن کی بنیاد اسی فرقے نے ڈالی۔ اور کئی دیگر ممالک میں قادیانی مذہب کی نشر و اشاعت کے لئے مراکز قائم کئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا جب ۱۹۰۸ میں انتقال ہوا تو اسکی گدی پر حکیم نور الدین براجمان ہوا اور اپنے آپ کو مسیح موعود کا خلیفہ اوّل قرار دیا۔ اس زمانے میں مولوی محمد علی نامی ایک ماہافر مرزائی جو احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کا اہم رکن تھا۔ مرزا کا جانشین بننے کا خواہش مند تھا۔ ۱۹۱۳ء میں حکیم نور الدین کے انتقال کے بعد قادیان کی گدی آنجہانی مرزا کے ایک فرزند مرزا بشیر الدین محمود کے ہاتھ آئی، لیکن محمد علی اور خواجہ کمال الدین وکیل آنجہانی مرزا، بمعہ اپنے کئی ساتھیوں کے اس چناؤ سے ناخوش ہو کر الگ ہو گئے۔ اور لاہور منتقل ہو کر لاہوری مرزائی فرقے کی بنیاد ڈالی۔ اب اس

فرقے کا کام مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے مسلمانوں میں تبلیغ کے ذریعہ تقدس کا جذبہ پیدا کرنا اور قادیانی مذہب کے لئے راستہ ہموار کرنا ہے۔ اس فرقے نے نہایت عیاری سے قادیانی مذہب کے وہ انتہا پسند عقائد مثلاً عقیدہ تسلسل نبوت اور تکفیر مسلم کو بڑی خوبصورتی سے باطنی رنگ دے کر اور آنجہانی مرزا کو معصوم قرار دیکر اس باطل مذہب کی تبلیغ بڑی خوبصورتی سے انجام دی ہے۔ اور دین سے ناواقف مسلمانوں کے کئی طبقوں میں اپنا اثر اور وقار قائم کیا ہے۔

اہل ربوہ یعنی اصل قادیانیوں اور لاہوری گروہ میں کوئی زیادہ فرق نہیں۔ یہ محض پروپیگنڈہ ہے۔ کہ لاہوری مرزائی آنجہانی مرزا کو صرف چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ یہ سراسر غلط ہے۔ یہ لوگ اوّلاً مرزا کو مسیح موعود اور عیسیٰ مان کر نبی کا درجہ دیتے ہیں۔ اور پھر اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ کہ مرزا قادیان پر وحی کا نزول ہوتا تھا۔ اور وہ مامور من اللہ تھا۔ یہ تمام عقائد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی شائع کردہ سوانح مرزا غلام احمد مرتبہ محمد یعقوب خان لاہوری، قادیانی کی کتاب میں مرقوم ہیں۔

لاہوری جماعت میں ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کا اس وکیل کی طرح دفاع کرتے ہیں۔ جیسے ایک وکیل اپنے مجرم موکل کو مجرم جانتے ہوئے عدالت میں بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مرزا نے جو اپنی کئی کتابوں میں نبوت اور صاحب وحی ہونے کے دعوے کئے ہیں۔ اور اپنی مشہور کتاب حقیقت الوحی میں مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے۔ اسکی لاہوری مرزائی اور خصوصاً اس گروہ کے سرخیل مولوی محمد علی عجیب وغریب تاویلات کرتے ہیں، اور ایسا احمقانہ مطالب نکال لیتے ہیں۔ کہ ایک انسان ہنسی ضبط کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مشہور لاہوری مرزائی مبلغ خواجہ کمال الدین کے فرزند بیرسٹر خواجہ نذیر احمد نے تو بڑی بڑی ضخیم کتابیں یہ بات ثابت کرنے پر لکھ ماری ہیں کہ حضرت مریمؑ کی قبر پنڈی پوئنٹ کوہ مری پر واقع ہے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کی قبر محلہ خانیار سری نگر میں ہے۔

جب لاہوری مرزائی مرزا بشیر الدین محمود سے اختلاف کی بنا پر علیحدہ ہوئے۔ تو جھگڑے کی اصل بنیاد قادیانی جماعت کی آمدنی اور فنڈ پر قبضہ کا مسئلہ تھا۔ محمد علی نے اپنی کتابوں میں یہ صاف طور پر تحریر کیا ہے۔ کہ مرزا محمود نے ان سے کہا۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ اگر ہم ان لوگوں یعنی محمد علی اور ان کے دیگر ساتھیوں کو الگ کر دیں۔ تو ہماری آمدنی رک جائے اور محمد علی اور خواجہ کمال الدین جھوٹے بے ایمان اور بد دیانت ہیں۔ اور مسیح موعود

کے ہاتھ سے روپیہ پیسہ چھیننا چاہتے ہیں۔" اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ مرزا کا یہ تمام ڈھونگ رچانے کا مقصد اپنے اور اپنی اولاد کے لئے سادہ لوح مسلمانوں کو بے وقوف بنا کر ان سے روپیہ بٹورنے کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا، ان کی یہ پلان اتنی کامیاب رہی کہ آج مرزا کا خاندان ملک کا امیر ترین خاندان ہے، اور ان کی دو کروڑ سالانہ آمدنی پہ نہ کسی قسم کا ٹیکس ہے، اور نہ کوئی اور پابندی۔

دیگر جب لاہوری مرزائی اپنے مذہب میں داخلے کے لئے حلف نامہ پر کسی فرد سے دستخط کراتے ہیں، تو اس میں عقیدہ ختم نبوت کو تسلیم کرنا شرط نہیں ہوتی، جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ، عقیدۂ ختم نبوت کے سلسلہ میں تقلید کرتے ہیں۔

فقہ احمدیہ کی کتاب میں قادیانی مذہب کا بنیادی عقیدہ تسلسل وحی اور تسلسل نبوت تحریر ہے۔ یعنی حضورؐ کے بعد قیامت تک صاحب وحی نبی رہیں گے۔ یہ عقیدہ اسلام سے دشمنی اور نفرت کی انتہا کا مظہر ہے۔ اور خدا کے سچے دین اسلام کو دنیا سے ختم کرنے کی ایک گہری عیارانہ سازش ہے۔ لیکن اس کے باوجود لاہوری گروہ تسلسل نبوت کے قائل قادیانیوں کو کافر قرار دینے سے گریز کرتا ہے۔

ختم نبوت پر اگر اس گروہ کا کامل یقین ہوتا، تو محمد علی کا لاہوری گروپ یقیناً مرزا بشیر الدین محمود کے گروپ کو خارج از اسلام قرار دیتا۔ لیکن ان لوگوں نے مرزا کو مسیح موعود مان کر خود اپنے مذہب کی قلعی کھول دی ہے۔

اس بات کو ایک حد تک تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ کہ لاہوری مرزائی مسلمانوں کو اعلانیہ کافر نہیں کہتے اور اپنے پروپیگنڈے میں حضورؐ کو آخری نبی ہی کہتے ہیں۔ لیکن عملاً ایسا نہیں ہے۔ ان کے تمام مذہب کی جڑ بنیاد اور منبع ایک ایسا کذاب شخص ہے۔ جس نے صاحب وحی اور نبی ہونے کے جھوٹے دعوے کئے۔ اس لئے لاہوری مرزائی تکفیر سے نہیں بچ سکتے۔ ان کا اپنا تسلسل وحی کا عقیدہ اور مرزا کو صاحب وحی تسلیم کرنا ان کی تکفیر میں ایک مزید حجت ہے۔

ربوہ میں مرزا بشیر الدین محمود کے انتقال کے بعد لاہوری گروہ کو مزید تقویت حاصل ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکیم نور الدین کا ایک فرزند ربوہ کی گدّی کا دعویٰ دار تھا۔ اور مرزا محمود کے بعد خود خلیفۃ المسیح بننا چاہتا تھا۔ اس بات پر حکیم نور الدین کی اولاد کو ربوہ اور جماعت سے نکال دیا گیا۔ یہاں تک کہ ان کے تمام قادیانی ملازمین کو بھی ربوہ کے محکمے سے علیحدہ کرالیا گیا۔ اب حکیم نور الدین کی اولاد کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارۂ کار نہ تھا، کہ وہ اپنے آپ کو لاہوری جماعت سے منسلک کرلیں۔ لاہوری جماعت کا عقیدہ ہے۔ کہ مسیح موعود کی وصیّت کے مطابق یہ انجمن ہی صرف بانی سلسلہ احمدیہ یعنی مرزائے قادیان کی صحیح جانشین ہے، نہ کہ کوئی فردِ واحد۔ ڈاکٹر اللہ بخش آنریری جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

لاہور نے کئی کتابچے شائع کئے ہیں۔ جس میں قرآن وسنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں احمدیوں کو مسلمان قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس میں اپنے اصل عقائد کو مخفی رکھ کر اپنے آپ کو مسلمان ثابت کیا ہے۔ کیا ان میں اتنی اخلاقی جرأت ہے، کہ وہ اپنے ان اصل عقائد اور مرزا کے سینکڑوں دعووں کو قرآن وسنت کی روشنی میں سچے ثابت کر سکیں۔

مولانا حکیم عبدالحق ؒ ٹانک

حضرت مولانا حکیم عبدالحق ؒ فاضل دیوبند سابق امیر جمعیۃ العلماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خان بستی نوران علاقہ ٹانک کا تقریباً ۵۵ سال کی عمر میں ۲۰ / جون ۷۷ء بروز جمعہ انتقال ہو گیا۔ مرحوم نہایت ذہین وفطین عالم تھے ساری زندگی علمی، عملی، سیاسی اور دینی خدمات میں گذاری۔ قید وبند کی صعوبتیں بھی اٹھائیں۔ مولانا مفتی محمود صاحب کے مرشد حضرت حافظ عبدالعزیز قدس سرہٗ خانقاہ یٰسین زئی پٹیالہ سے ارادت کا تعلق تھا۔ کتب تصوّف وتفسیر سے خاص شغف تھا۔ مسائل میں لوگ آپ کیطرف رجوع کرتے۔ ایام مرض وفات میں معارف اولیاء الرحمان کے نام سے ایک مجموعہ مرتب فرمایا۔ اور ایک عجیب وصیت نامہ بھی۔
جمعیۃ العلماء اسلام کے نہایت سرگرم کارکن تھے۔ اور نہایت حاذق طبیب بھی۔ حق تعالیٰ مرحوم کو بہترین مقامات قرب سے نوازے۔ قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے۔ (ادارہ الحق)

درخواستِ دُعا

۹ رجادی الثانیہ کو عصر کی سنتوں میں میری والدہ ماجدہ تقریباً ۱۱۰ سال کی عمر میں واصل بحق ہو گئیں مرحومہ نہایت عابدہ زاہدہ تھیں۔ مرحومہ کے شوہر ایک بہادر مجاہد تھے۔ یہ مجاہد اعظم حاجی صاحب ترنگ زئی ؒ کے ساتھ بونیر کے جہاد میں شہید ہوتے۔ میرے والد کی شہادت کے بعد مرحومہ نے بڑی تکالیف کے اوقات نہایت صبر سے گذارے۔ تمام قارئین سے دعا کی اپیل ہے۔ (حافظ سید احمد شاہ دارالعلوم عربیہ گجرات)

مرزا قادیانی
کا
دعوائے نبوت

مولانا احمد عبد الحلیم۔ کانپوری
کراچی

علامات انبیاء کی روشنی میں

سچے اور جھوٹے انبیاء کے جانچنے کی ایک کسوٹی

فلسفہ کا مسئلہ مسلمہ ہے کہ کوئی شے اسی وقت تک متحرک رہتی ہے جب تک وہ اپنے مرکز یا منزل پر نہ پہنچ جائے۔ اسی معیار پر ہم نبوت کو بھی دیکھتے ہیں تو وہاں بھی یہ قاعدہ بالکل درست پاتے ہیں کہ حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نبوت کا سلسلہ شروع ہوا اور وہ برابر متحرک رہا۔ یہاں تک کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچ کر ساکن ہو گیا۔ گویا نبوت کی اصل منزل و مرکز آپ ہی تھے۔ چنانچہ آپ پر وہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ چونکہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق آپ کے سامنے ہی سے کذابین کا مفتریانہ دعوائے نبوت شروع ہو گیا تھا جس نے بہت سے ذی ہوش اشخاص کو بھی جاہ و ثروت کی طمع میں یا مکر و کید کے جال میں پھانس کر اپنی طرف مائل کر لیا۔ زمانہ حاضرہ میں بھی چند اشخاص نے دنیاوی ترقی کے دوسرے اسباب سے محروم و عاری ہونے کی وجہ سے نبوت کا لباس زعفرانی پہن کر کتنے ہی بدنصیبوں کے مال و ایمان پر دست درازی شروع کر دی۔ ان اشخاص میں سے ایک صاحب ہمارے ہندوستان کے ایک کوردہ قادیان میں پیدا ہوئے۔ اور بیچارے دنیاوی ترقی کے تمام ذرائع و مساعی سے ناکام ہونے پر آخرکار اپنی جان پر کھیل کر آخری سعی انہوں نے یہی اختیار کی جس میں وہ اپنے علم رمل و جفر کی مہارت کی بدولت خوب کامیاب ہوئے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ خصائص انبیاء بتا دئے جائیں تاکہ مسلمان ان کے شر سے محفوظ ہو جائیں اور گرفتاران بلا کی اصلاح یا حجۃ اللہ کا اتمام ہو جائے۔

یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ نبوت کی ضرورت یا تو کسی مستقل شریعت کے لئے ہوتی ہے۔ یا شریعت مستقلہ کی تحریف و تخریب کی اصلاح کے لئے ہوتی ہے۔ چنانچہ انبیائے سابقہ کے دور پر سرسری نگاہ ڈالنے سے بھی اس کا پتہ چلتا ہے۔ امم سابقہ کو دو قسم کے حالات درپیش تھے۔ ایک تو یہ صورت تھی

کہ انہوں نے پہلی شریعت کے اصول کو بالکل مٹا دیا تھا۔ اور اسکی جگہ اپنے مفتریات کو پیش کرنے لگے تھے۔ اور اس وقت ایک متنفس بھی صحیح علوم کا جاننے والا نہ رہا۔ اور دوسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے اصول کو تو نہیں مٹایا۔ مگر فروع میں ایسے تغیرات پیدا کر دیئے کہ بعد میں کوئی شخص ان میں اس کا جاننے والا نہ رہا۔ جہاں اصول کا تغیر ہوا وہاں صاحب شریعت مستقلہ رسول مبعوث کیا گیا۔ اور جہاں فروع میں تغیر ہوا وہاں کوئی نبی مبعوث کیا گیا جو شریعت سابقہ ہی کی تجدید کرتا تھا۔ اور زوائد کو بالقائے الٰہی بتا دیتا تھا۔ چونکہ ہماری شریعت اس قسم کے تغیر و تبدل سے منزہ ہے اور ساڑھے تیرہ سو برس سے مسلمانوں میں ایک جماعت حامل علوم نبویہ و سنن مصطفویہ و آثار صحابہ چلی آتی ہے۔ اس لئے اب تک کوئی کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا۔ اس لئے ہمارے یہاں کسی نبی مستقل یا غیر مستقل کی ضرورت بھی نہیں۔ لیکن اگر ایسا تغیر و تبدل ہمارے یہاں بھی ہوا تو اس تغیر و تبدل کے بعد دنیا کو مہلت نہ دی جائے گی بلکہ نفخ صور کر کے قیامت قائم کر دی جائے گی۔

ضرورت نبوت کا یہ معیار معین ہو چکنے کے بعد اب غور فرمائیے۔ کہ مرزا صاحب نے جو نبوت کاذبہ کا دعویٰ کیا اس سے دین کو کیا نفع پہنچایا یا بالفاظ دیگر نبوت کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ علوم نبویہ قرآن و حدیث ساڑھے تیرہ سو برس سے بالکل محفوظ و مصئون ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک محفوظ رہیں گے۔ اور ایک جماعت ان پر عامل بھی رہے گی۔ اور اپنے اعمال صالحہ میں سنت نبویہ و آثار صحابہ کا نمونہ دکھاتی رہے گی۔ اسلام کے معظم عقائد میں سے توحید و رسالت و قیامت ہے۔ اور معظم ارکان میں سے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور عند الضرورت جہاد ہے۔ چنانچہ بحمد اللہ دنیائے اسلام سے نہ یہ عقائد ہی رخصت ہوئے اور نہ ان ارکان ہی کا انکار کیا گیا۔ پھر نہیں معلوم کہ مرزا صاحب کی نبوت آخر کس ضرورت پر مبنی تھی اور اس سے انہوں نے کیا کام کر کے دکھایا۔

اب ہم کچھ خصائص انبیاء بھی ذکر کرتے ہیں، جو سچے نبی کی جانچ کا نہایت سہل معیار ہے۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ۔ (اور ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر نہیں سکھایا۔ اور وہ آپکی شان کے لائق نہ تھا۔) مرزا صاحب نے اردو فارسی عربی ہر زبان میں شاعری کی ہے۔ اور شاعری بھی وہ کہ جس میں میر جعفر کی زٹل اور سودا کی ہجو بھی ان کے اشعار کے آگے مات کھاتی ہے۔

۲۔ انبیاء علیہم السلام نے کبھی گالیاں نہیں بکیں۔ حدیث میں تو صدیق کے بارے میں بھی یہ آیا ہے۔ کہ وہ لعنت اور سب و شتم نہیں کرتا۔ نبی کی شان تو بہر حال بلند ہے۔

۳- کبھی کسی نبی نے اپنے دلائل نبوت میں نہ کوئی پیشنگوئی کی اور نہ اُس پر تحدی (چیلنج) کی۔ کہ اگر یہ پوری نہ ہو تو میں روسیاہ، کاذب، خدا کی طرف سے نہیں، مجھے پھانسی دی جائے۔ گلے میں رسّا ڈال کر کھینچا جائے وغیرہ جیسا کہ مرزا صاحب کیا کرتے تھے کہ قبل از مرگ واویلا اپنی پیشنگوئی کے ساتھ ہی وہ تکذیب و تغلیط سے پہلے ہی اپنے کو کوس لیا کرتے تھے۔ جسطرح جاہل بھٹیاریاں لڑائی میں اپنی رقیب پر اثر ڈالنے کے لئے کیا کرتی ہیں۔ مرزا صاحب خوب سمجھتے تھے کہ اگر پیشنگوئی پوری ہو گئی تو پھر تو خوب مزے اڑائیں گے۔ اور نہ پوری ہوئی تو یہ کہہ دیں گے کہ پیشنگوئی کا دوسرا جزء کوسنا تھا۔ وہ بھی تو پورا نہ ہوا۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ میری پیشنگوئی مخنث ہوئی، یعنی نہ سچی ہوئی نہ جھوٹی کیونکہ جھوٹی تو جب ہوتی جب وہ کوسنا بھی پورا ہوتا جو کذب کی پاداش کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اور اگر کوسنا پورا ہو گیا تو کسی کو قبر کے اندر کا حال کیا معلوم ہوگا ؂

اب تو آرام سے گذرتی ہے عاقبت کی خبر خدا جانے

۴- نبی کے لئے ایک یہ شرط بھی ہے کہ اس نے ولادت سے وفات تک کبھی جھوٹ نہ بولا ہو۔ اور نہ کوئی پیشنگوئی اس کی کبھی غلط نکلی ہو۔ اس معیار پر بھی مرزا صاحب کی نبوت درست نہیں نکلتی کون کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے کچہری کی نوکری کے زمانہ میں اہل معاملہ اور حکام سے جھوٹ نہ بولا ہوگا۔ پھر نبوت کی زندگی میں تو انہوں نے بے تحاشا سینکڑوں جھوٹ بول ڈالے گویا ان کی نبوت کا معیار جھوٹ بولنا ہی تھا ؂

اے لب یار تجھ کو میری قسم کبھی سچی قسم بھی کھائی ہے۔

پھر مریدین اور گرفتاران دام بلا بزبان حال سوائے یہ کہنے کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ ؂

خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا

چنانچہ اسی کا یہ اثر ہے کہ جھوٹ بولنا ان کے اتباع میں بھی عیب نہیں بلکہ گلو خلاصی کے لئے اور بات بنانے کے لئے وہ اسے سنت اور موجب ثواب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میرے رسالہ راہ حق کے متعلق ایک قادیانی دوست نے مجھے یہ لکھا کہ مرزا صاحب نے چونکہ اُن یسوع کو بُرا بھلا کہا ہے۔ جو باپ اور دادا والے تھے۔ اس لئے یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں گستاخی کی جن کے متعلق حسب تعلیم قرآن ہمارا اور مرزا صاحب کا متفقہ عقیدہ یہی ہے۔ کہ آپ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ محض افترا ہے۔ میں نے اس کے جواب میں انہیں مرزا صاحب کی کتاب کا حوالہ دیا جس میں انہوں نے عام یہودیوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہا ہے۔ اور اس کے بعد

پھر ہیں نے اُن سے اس صریح دروغ یا خداع سے تائب ہونے کو کہا مگر وہ بیچارے پھر بالکل روپوش ہوگئے۔ پھر جب مرزا صاحب نے باپ دادا والے عیسیٰ کو گالی دی تو یہ اپنے ہی کو دی کیونکہ وہ بھی بزعم خویش باپ دادا والے عیسیٰ ہیں۔

پھر عقائد میں توحید و رسالت نہایت عظیم الشان عقیدے ہیں۔ توحید کے معنی صرف خداوند کائنات کو تنہا ہی سمجھنا نہیں ہے بلکہ اپنی تمام صفات کمالیہ میں اُسے یگانہ و یکتا ماننا اور جمیع عیوب سے اُسے منزہ یقین کرنا بھی ہے۔ اب آپ اس معاملہ میں مرزا صاحب کی تعلیمات ملاحظہ فرمائیں کہ وہ حق تعالیٰ کو نمائش بدین کذب و خلف وعدہ سے منزہ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ ومن اصدق من اللہ قیلا۔ (اللہ سے زیادہ سچّا کون ہوسکتا ہے۔) مرزا صاحب کو سچّا ماننے والے۔ نعوذ باللہ خدا کو سچا نہیں مان سکتے۔ کیونکہ بقول مرزا خدا کے ہر وعدہ میں احتمالِ تخلف ہوگیا۔

پھر عقیدۂ رسالت کا حق بھی مرزا صاحب نے خوب ادا کیا کہ اس کے شریک و حصہ دار بن بیٹھے حالانکہ تصدیقِ رسالت کے یہ معنی ہیں کہ آپ جو کچھ لائے وہ سب حق ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ آپ بالکل آخری نبی ہیں۔ آپ پر نبوّت کا اور آپکی شریعت پر دنیا کا خاتمہ ہے۔ آپ کے بعد نہ کوئی نئی شریعت اور نہ کوئی نیا نبی اور نہ کوئی نئی امت۔ مرزا صاحب نے اپنی جعلی نبوت کے لئے جیسے کچھ مکروفسوں پھیلائے ان کی امت اسے اور آگے بڑھا رہی ہے۔

مجھے اخبار الفضل میں ایک مضمون درود شریف میں اجرائے نبوت دیکھ کر اس طبقہ کی کور دلی پر افسوس ہوا۔ چنانچہ پہلے استدلال اور اس کے بعد جواب عرض کرتا ہوں۔

خلاصہ استدلال یہ ہے کہ نماز میں جو ہم اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم۔ پڑھتے ہیں۔ اس میں کما صلیت کی تشبیہ میں دلیل بیّن اس امر کی ہے۔ کہ جس طرح ذریّت ابراہیم میں نبوّت کا دروازہ کھلا رہا۔ اسی طرح ذریت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی کھلا رہے۔ (وائے بر کوری اس پر کیا دلیل کہ بایں معنی یہ دعا قبول بھی ہوگئی۔)

ہمارے فقہاء نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیتِ ذکر کی مختلف وجوہ ذکر فرمائی ہیں۔

اوّل یہ کہ آپ نے شب معراج میں حضرت سے فرمایا کہ ابلغ امتک السلام منی۔ اپنی امت کو میرا سلام پہنچا دیجئے۔ دوم، آپ ہی نے ہمارا لقب مسلم رکھا۔ ھو سماکم المسلمین۔ سوم، اس امر کی طلب کہ جسطرح حضرت ابراہیم کو خلعتِ خلّت عطا ہوا۔ اے اللہ اسی طرح ہمارے حضرت کو بھی اس مرتبہ جلیلہ پر فائز فرما۔ چہارم، پھر تشبیہہ اصل صلوٰۃ (درود) میں ہے نہ کہ اسکی مقدار میں جیسا کہ قرآن مجید

میں بھی اس کے نظائر موجود ہیں۔ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح ۔ کہ ہم نے آپ کی طرف بھی اسی طرح وحی بھیجی۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جیساکہ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کیطرف بھیجی تھی۔ ظاہر ہے کہ یہاں اصل وحی میں تشبیہ مراد ہے۔ نہ کہ اسکی مقدار اور کیفیت میں۔

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم۔ (اے امت محمدیہ) تم پر روزہ فرض کیا گیا، جیساکہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ یہاں بھی تشبیہ اصل فرضیت صوم میں ہے۔ مقدار میں نہیں ہے۔ ورنہ پہلے تو چند ماہ کے روزے فرض تھے۔ اور اب ایک ماہ کے فرض ہیں۔

احسن کما احسن اللہ الیک۔ (موسٰی علیہ السلام نے قارون سے فرمایا کہ) تو بھی (مخلوق پر) احسان کر جیساکہ اللہ نے تجھ پر احسان کیا۔ ظاہر ہے کہ یہاں بھی تشبیہ اصل احسان میں ہے۔ نہ کہ مقدار میں ورنہ قارون اور حق تعالٰی کے احسان کی مساوات لازم آئے گی۔ اسی طرح اور بہت سے نظائر ہیں بحمہ تفحص و تتبع سے مل سکتے ہیں۔

یہ امر کہ آخر تشبیہ سے کیا نفع اس کا جواب یہ کہ تاکید طلب مراد ہے۔ کہ اے اللہ جب آپ نے حضرت ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نازل فرمایئے جو کہ ان سے بھی افضل ہیں۔

پھر علی سبیل التنزل اگر یہ مان لیا جائے کہ تشبیہ مقدار ہی میں مراد ہے تو بھی یہ معنی ہونگے۔ کہ جسطرح اے اللہ ذریت ابراہیم میں نبوّت کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ اسی طرح ذریت محمد میں بھی جاری فرما۔ تو پھر بھی اس سے مرزا صاحب جو ایرانی نومسلموں کی نسل سے ہیں، نبی نہیں بن سکتے۔ اس کے لئے اہل بیت میں سے کوئی ہونا چاہیئے۔

نیز اگر یہ تشبیہ محض اسی بنا پر ہوتی کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذریت میں نبوت دی گئی تھی۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کا بھی ذکر ہوتا اور درود یوں ہوتا۔ کما صلیت علی نوح وعلی ابراہیم۔ الخ کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت میں بھی نبوت دی گئی تھی۔ کما فی قولہ تعالٰی۔ وان من شیعتہ (اے نوح) لابراہیم۔ (سورۃ الصفت) ولقد ارسلنا نوحا وابراہیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتب (سورۃ حدید) اس سے معلوم ہوا کہ کماصلیت کی تشبیہ میں ذریت میں نبوّت مانگنے کیطرف اشارہ نہیں کیونکہ اولاً یہ شرف حضرت نوح علیہ السلام کو حاصل ہوا اور ثانیاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ کماصلیت میں کسی ایسے امر کی طرف اشارہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کیلئے مخصوص تھا چنانچہ وہ امر خلّت ہے۔ (یعنی انتہائی محبت و دوستی) کما قال تعالٰی اتخذ اللہ ابراہیم خلیلا۔ چنانچہ اس دعائے امت کو حضرت حق جل شانہٗ نے قبول فرمایا کہ آپکو نہ صرف خلیل ہی بنایا جیساکہ حدیث صحیحین میں ہے۔ (ولکن صاحبکم خلیل الرحمٰن) بلکہ حبیب بھی بنایا کہ یہ اس سے بھی اکمل مرتبہ ہے۔ ؛ ؛

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے

جناب بشیر احمد ایم۔ اے سیکرٹری
اسلامک اسٹڈی سرکل
بفہ (ہزارہ)

انجیل برناباس کا ایک باب

عصر حاضر کے ڈاکٹر کورٹ برنا کی سائنسی ریسرچ و تحقیق اور عصر قدیم کی قدیم ترین شہادت حضرت عیسیٰ کے حواری برناباس کی تحریر دونوں حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے کی تردید کر کے قرآن کے عقیدہ رفع مسیح کی صداقت پر گواہی دینے پر متفق ہیں، البتہ یہودی اور عصر حاضر کا متبنیٔ قادیان مرزا غلام احمد وفات عیسیٰ کے جھوٹے عقیدہ پر متفق ہیں اور قدیم و جدید دونوں متفقہ شہادتوں سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ (ادارہ)

الحق نے ایک گذشتہ اشاعت میں "حضرت عیسیٰؑ کو سولی نہیں چڑھایا گیا" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا تھا، جس میں ڈاکٹر کورٹ برنا کی تحقیق درج تھی کہ نہ تو عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا اور نہ ان کو قتل کیا گیا، دیکھئے پونے دو ہزار سال کے بعد حضرت عیسیٰؑ کے مقتول و مصلوب نہ ہونے کی تحقیق ہوئی اور قرآن کریم کی شہادت لفظ بہ لفظ صحیح ثابت ہوئی کہ "اور (نیز) ان کا یہ کہنا کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ کو جو خدا کے رسول (ہونے کا دعویٰ کرتے) تھے (سولی پر چڑھا کر) قتل کر ڈالا، حالانکہ (واقعہ یہ ہے کہ) نہ تو انہوں نے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھا کر ہلاک کیا، بلکہ حقیقت حال ان پر مشتبہ ہو گئی۔ (یعنی صورت حال ایسی ہو گئی کہ انہوں نے سمجھا، ہم نے مسیحؑ کو مصلوب کر دیا، حالانکہ نہیں کر سکتے تھے) اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا۔ (یعنی عیسائیوں نے جو کہتے ہیں، مسیحؑ مصلوب ہوئے لیکن اس کے بعد زندہ ہو گئے۔) تو بلاشبہ وہ بھی شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں، ظن و گمان کے سوا کوئی علم ان کے پاس نہیں، اور یقیناً یہودیوں نے عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور اللہ سب پر غالب رہنے والا اور (اپنے تمام

کاموں میں) حکمت رکھنے والا ہے۔ (النساء: ۱۵۷-۱۵۸، ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد)
یہ دوسری بات ہے کہ مصلوبیت کا اعتقاد موجودہ اور مروّجہ عیسائیت کی شرطِ اوّلین سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کی نرالی اور انوکھی توجیہات پیش کی جاتی ہیں اور اس طرح اخفاء فریب کے تہ در تہ پردے عقلوں پر ڈال دیئے جاتے ہیں۔ برناباس کی انجیل کی شہادت بھی ملاحظہ فرمائیے، جناب برناباس حضرت عیسیٰؑ کے ایک ممتاز حواری تھے اور حضرت عیسیٰؑ کے ارشاد کے مطابق انہوں نے اپنی کتاب مرتب کی تھی، حضرت عیسیٰؑ نے اس دنیا سے رخصت ہو جانے سے پیشتر اپنی آخری ملاقات میں برناباس سے کہا تھا "دیکھو برناباس! اس دنیا میں میرے قیام کے دوران میں جو جو واقعات رونما ہوتے ہیں، انہیں ضرور کتاب (کی صورت) میں درج کرنا اور یہ سب تفصیلات اس انداز میں لکھنا کہ یہودا پر جو بیتی ہے۔ (وہ لوگوں کو معلوم ہو جائے) اور ایمان دار لوگ حقیقتِ حال سے آگاہ ہو جائیں اور ہر شخص کو سچائی کا یقین ہو جائے۔" چنانچہ برناباس نے یہودا کو حضرت عیسیٰؑ کے شبہ میں صلیب دئے جانے کی تفاصیل بھی درج کتاب کی ہیں، برناباس کی انجیل کا انگریزی ترجمہ حال ہی میں کراچی سے شائع ہوا ہے، اس کے اٹھائیس اہم ابواب کا اردو ترجمہ مع ضروری حواشی اور تعلیقات کے شعبۂ تصنیف و تالیف دارالعلوم اسلامیہ رجسٹرڈ، بفہ (ضلع ہزارہ) شائع کرنے کی کوشش میں ہے۔ اور یہ کارِ خیر ہر طرح کے تعاون اور امداد کا مستحق ہے۔

یہاں مذکورہ انجیل کے ایک پورے باب "یہودا کی غداری اور اس کا انجام" کا ترجمہ پیش خدمت ہے، ملاحظہ کیجئے کہ اس شخص کی شہادت کیونکر درخورِ اعتنا نہ سمجھی جائے جو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ساتھ رہا۔ اور سب واقعات بغور دیکھتا رہا، ڈاکٹر کورٹے برنا اور برناباس کی شہادتیں فراہم ہو جانے کے بعد قرآنی آیات کی صاف صاف تصدیق ہو جاتی ہے۔ اور حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

بشیر محمود ایم۔اے
سیکرٹری اسلامک سٹڈی سرکل
بفہ (ہزارہ)

یہوداکی غدّاری اور اس کا انجام

حضرت یسوعؑ مکان سے نکل کر عبادت کی غرض سے باغ میں تشریف لے گئے، ان کی عبادت (نماز) کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ایک سو مرتبہ گھٹنوں کے بل جھک جاتے (رکوع کرتے) اور سجدے میں گر جاتے تھے۔

اُدھر یہوداکو یہ جگہ معلوم تھی جہاں یسوعؑ اپنے شاگردوں کے ساتھ مقیم تھے، چنانچہ وہ قسیسِ اعلیٰ کے پاس پہنچا اور اس سے یوں گویا ہوا کہ اگر آپ مجھے موعودہ رقم دلا دیں تو میں آج رات ہی یسوعؑ کو آپ کے حوالے کر دوں گا. کہ آپ اس کی تلاش میں ہیں، آج وہ اپنے صرف گیارہ رفیقوں کے ساتھ ایک جگہ مقیم ہیں، قسیسِ اعلیٰ نے استفسار کیا: اچھا بولو، کتنی رقم چاہتے ہو۔؟ یہودا نے کہا: تیس طلائی سکّے۔

قسیسِ اعلیٰ نے اسی وقت رقم گن کر اس کے حوالے کر دی اور ایک فریسی گورنر کے پاس اور ایک فریسی (بادشاہ) ہیرودیس کے پاس روانہ کیا تاکہ سپاہی منگائے جائیں، انہوں نے لوگوں کے ڈر سے سپاہیوں کا ایک دستہ روانہ کر دیا، چنانچہ وہ اپنے ہتھیار سنبھالے، مشعلیں اور لالٹینیں اٹھائے یروشلم سے باہر نکل گئے۔

جب یہودا کے ساتھ آنے والے سپاہی اس جگہ کے قریب پہنچ گئے جہاں یسوعؑ مقیم تھے۔ تو بہت سے لوگوں کی آمد کی آواز سن کر اور خطرہ محسوس کر کے یسوعؑ مکان کے اندر تشریف لے گئے، (اُن کے) گیارہ (رفیق) محوِ خواب تھے۔

تب خداوند تعالیٰ نے اپنے بندے کو خطرے کی حالت میں دیکھ کر اپنے فرشتوں جبرئیلؑ، اوریئل، میکائیلؑ، رفائیلؑ کو حکم دیا کہ وہ یسوعؑ کو اٹھا کر دنیا سے لے جائیں، چنانچہ وہ مقدس فرشتے آئے اور جنوب کی طرف کھلنے والے دریچے میں سے یسوعؑ کو باہر لے گئے اور انہیں اٹھا کر تیسرے آسمان میں پہنچا دیا، وہاں انہیں فرشتوں کی صحبت میں رکھا جو ہمیشہ سے ربّ العظیم کی تسبیح میں مشغول تھے۔

اُدھر یہودا سب سے پہلے (آگے بڑھ کر) جلدی سے اس کمرے میں داخل ہوا جہاں سے یسوعؑ کو اٹھا لیا گیا تھا، شاگرد ابھی پڑے سو رہے تھے، خدائے کارساز نے اپنی قدرت سے یہودا کی آواز اور صورت تبدیل کر کے جیسے یسوعؑ کی ہو، (چنانچہ جب ہم نے اُسے دیکھا تو) ہم بھی اُسے یسوعؑ ہی سمجھے۔۔۔ اس نے ہمیں جگایا اور پوچھا کہ آقا کدھر ہیں۔؟ اس پر ہم حیرت زدہ ہو کر بولے: عالی جاہ!

آپ ہی ہمارے آقا ہیں، کیا ہمیں بھول گئے ہیں۔؟

اس نے مسکراتے ہوئے کہا: نادان کہیں کے! مجھے جانتے نہیں کہ میں یہوداسکریوتی ہوں۔
وہ ابھی یہ الفاظ کہہ ہی رہا تھا کہ سپاہی اندر داخل ہو گئے اور اُسے اپنی گرفت میں لے لیا۔ کیونکہ وہ پوری طرح یسوعؑ کے مشابہ لگ رہا تھا۔

یہوداکی گفتگو سن کر اور سپاہیوں کا دستہ دیکھ کر ہم بدحواس ہو گئے اور وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس وقت یوحنانے اپنے گرد ایک کپڑا لپیٹ رکھا تھا۔ جب وہ جاگا اور بھاگنے لگا تو ایک سپاہی نے اُسے کپڑے سے پکڑ لیا، اُس نے کپڑا چھوڑ دیا اور برہنہ ہی بھاگ نکلا، خدائے تعالیٰ نے یسوعؑ کی دعا قبول کر لی تھی۔ اور گیارہ کے گیارہ لوگوں کو ذلت سے محفوظ رکھا۔

سپاہیوں نے یہوداکو پکڑا اور اس کی ہنسی اڑاتے ہوئے اُسے گرفتار کر لیا، کیونکہ اس نے اپنے یسوعؑ ہونے کا انکار کیا تھا، حالانکہ اپنے اس انکار میں وہ سچا تھا۔

سپاہیوں نے ازراہِ تضحیک اُس سے کہا کہ جناب والا! فکرمند نہ ہوں، ہم تو آپ کو اسرائیل کا بادشاہ بنانے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ اور آپ کو گرفتار صرف اس لئے کیا ہے کہ آپ تو بادشاہت ہی سے صاف انکار فرمارہے ہیں۔

یہودانے جواب میں کہا: (تم لوگ) حواس باختہ ہو گئے ہو کیا۔؟ تم تو ہتھیاروں اور لالٹینوں سے لیس ہو کر یسوعؑ ناصری کی گرفتاری کے لئے آئے تھے۔ جیسے کہ وہ کوئی رہزن ہو اور اب (یہاں پہنچ کر) مجھے ہی پکڑ بیٹھے ہو۔ اور بادشاہ بنا رہے ہو۔ حالانکہ (یہاں پہنچنے میں) میں نے ہی تمہاری رہنمائی کی ہے۔ (یہ باتیں سن کر) سپاہی آپے سے باہر ہو گئے اور مکوں اور ٹھوکروں سے یہوداکی تحقیر شروع کر دی اور غصے ہی کی حالت میں اُسے لے کر یروشلم واپس ہوئے۔

یوحنا اور پطرس نے دور فاصلے پر رہ کر سپاہیوں کا تعاقب کیا۔ اور راقم الحروف (برنا باس) سے اس بات کا اقرار کیا کہ قسیسِ اعلیٰ نے یہوداکی جس قدر تحقیقات کی ہے۔ انہوں نے خود اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور اس کا بھی جو فریسیوں کی کونسل نے کی جو یسوعؑ کو موت کا پیغام سنانے کے لئے جمع ہوئی تھی۔

وہاں یہودانے بہت سی باتیں ایسی کیں جن کے سبب اس پر دیوانگی کا گمان گذرتا تھا، بلکہ (انہیں سن کر) ہر کوئی قہقہہ زن ہو جاتا۔ کیونکہ ہر کسی کو یہی خیال ہوتا تھا۔ کہ وہ حقیقت میں یسوعؑ ہے۔ اور موت کے خوف سے دیوانگی کا حیلہ تراش رہا ہے۔ اس پر فقیہوں نے اسکی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔

اور بطور تمسخر کہا: یسوع، ناصریوں کے پیغمبر! (جو لوگ یسوعؑ پر ایمان لے آتے تھے۔ انہیں یہی کہا جاتا تھا) ہمیں بتاؤ کہ اب تمہیں کس نے مارا؟ اور انہوں نے اُسے گھونسے رسید کیے اور اس کے چہرے پر تھوکا:

صبح ہونے پر فقیہوں اور سربرآوردہ لوگوں کی عظیم کونسل منعقد ہوئی، قسیسِ اعلیٰ اور فریسیوں نے یہودا کو یسوعؑ سمجھتے ہوئے اس کے خلاف جھوٹی گواہی طلب کی لیکن انہیں ایسی گواہی فراہم نہ ہو سکی،

اور میں یہ کیوں کہتا ہوں کہ بڑے بڑے پادریوں نے یہودا کو یسوعؑ سمجھا! بلکہ تمام شاگردوں اور خود راقم الحروف کو یہی یقین تھا۔ (کہ وہ یسوعؑ ہیں) اور تو اور یسوعؑ کی والدہ بتولؑ اور یسوعؑ کے رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی اس حد تک یقین ہو گیا تھا کہ ہر کوئی (اس صورتِ حال سے) ناقابلِ بیان حد تک ملول تھا۔ (معاملہ اس قدر سنگین تھا کہ) بخدا راقم الحروف کے ذہن سے وہ ساری باتیں نکل گئیں جو یسوعؑ نے بتائی تھیں کہ وہ کس طرح دنیا سے اٹھائے جائیں گے اور انہیں ایک دوسرے شخص کے روپ میں (کسی دوسرے کو یسوعؑ سمجھ کر) اذیت دی جائے گی اور یہ کہ وہ قیامت کے قریب تک وفات نہیں پائیں گے، اسی لئے یسوعؑ کی والدہ اور یوحنا کے ساتھ راقم الحروف بھی صلیب کے پاس گیا،

قسیسِ اعلیٰ نے یہودا کو بندھے بندھائے ہی پیش کئے جانے کا حکم دیا۔ پھر اُس کے عقائد اور معتقدین کے بارے میں سوال کیا، یہودا نے کوئی موزوں جواب نہ دیا، یوں لگتا تھا جیسے وہ آپے سے باہر ہو چکا ہو۔ قسیسِ اعلیٰ نے اُسے اسرائیل کے خدائے زندہ کی قسم دے کر حقیقتِ حال بیان کرنے کو کہا، یہودا نے جواب دیا: میں نے آپ کو بتایا ہے کہ میں یہودا اسکریوتی ہوں، جس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ یسوع ناصری کو آپ کے حوالے کر دے گا۔ اب آپ اپنی حکمتِ عملی کے ساتھ ہر ممکن طریقے سے مجھے یسوع ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

قسیسِ اعلیٰ نے کہا: اے بدکار گمراہ انسان! تم نے سارے اسرائیل کو ــــ گلیل سے لیکر یہاں یروشلم تک ــــ اپنے عقیدے اور جھوٹے معجزوں سے فریب میں مبتلا کر رکھا ہے، تم کیا سمجھتے ہو کہ اب اس طرح دیوانگی کا ڈھونگ رچا کر اُس سزا سے بچ جاؤ گے جس کے مستوجب ٹھہرتے ہو۔ بخدا! اب تم اس سے نہیں بچ سکتے۔

یہ کہہ کر اس نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ وہ گھونسوں اور ٹھوکروں سے اس کی خبر لیں کہ اس کے ہوش ٹھکانے آجائیں، چنانچہ قسیسِ اعلیٰ کے ملازموں کے ہاتھوں وہ جس طرح نشانۂ تضحیک بنا (وہ ایک ایسا دردناک قصہ ہے کہ) اس پر بآسانی یقین نہیں آسکتا،

انہوں نے بڑے جوش و خروش سے نت نئے طریقے اختیار کر کے کونسل کی تفریح کا سامان

بھم پہنچایا، پھر انہوں نے اُسے ایک مداری کا لباس پہنایا اور اپنے ہاتھوں اور پیروں سے اسکی ایسی مرمت کی کہ اگر اہلِ کنعان بھی وہ منظر دیکھتے تو مزدہ اس پر ترس کھاتے، لیکن قسیس، فریسی اور سربرآوردہ لوگ یسوعؑ کے خلاف اس قدر مشتعل ہو چکے تھے، کہ یہودا کو یسوعؑ سمجھتے ہوئے اس کی یہ درگت بنتے دیکھی تو اُن کے دل باغ باغ ہو گئے۔

بعد ازاں وہ اُسے باندھے ہوئے ہی گورنر کے پاس لے گئے، گورنر دل ہی دل میں یسوعؑ کی تعظیم کرتا تھا۔ اب اس نے بھی یہودا کو یسوعؑ سمجھا، اُسے اپنے کمرے میں بلایا اور اس سے گفتگو کرنے لگا۔ اس نے (یہودا سے) دریافت کیا کہ آخر قسیس اور دوسرے لوگ کس سبب سے آپ سے اس کے (گورنر کے) حوالے کر رہے ہیں۔؟ یہودا نے جواب دیا کہ اگر میں سچی بات کہوں گا تو آپ میرا یقین نہیں کریں گے کیونکہ شاید آپ کو بھی ویسے ہی دھوکہ ہوا ہے جیسے قسیس اور فریسیوں کو ہوا ہے، گورنر نے (یہ خیال کرتے ہوتے کہ وہ قانون کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہے۔) کہا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ میں یہودی نہیں ہوں؟ لیکن قسیس اور تمہاری قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے تمہیں میرے سپرد کیا ہے۔ اس لئے اب سچی سچی بات کہہ دو تاکہ میں وہی کروں جس سے انصاف کا تقاضہ پورا ہو سکے، میرے پاس تمہیں آزاد کر دینے یا موت کی سزا سنانے کے اختیارات موجود ہیں۔

یہودا نے جواب دیا: جناب والا! آپ یقین مانیں کہ اگر آپ نے میری موت کا حکم صادر فرما دیا۔ تو یہ درحقیقت ظلمِ عظیم کے مترادف ہوگا۔ کیونکہ (اس صورت میں) آپ ایک بے گناہ کا خون بہائیں گے، میں تو یہودا اسکریوتی ہوں، نہ کہ جادوگر یسوعؑ جس نے اپنے اپنے (جادو کے) عمل سے میری ہیئت تبدیل کر دی ہے۔

یہ سن کر گورنر ورطۂ حیرت میں پڑ گیا، حتیٰ کہ وہ اُسے آزاد کر دینے پر رضامند ہو گیا، اس لئے وہ باہر آیا اور مسکراتے ہوئے بولا کہ یہ (یہودا) کم از کم ایک اعتبار سے تو سزائے موت کا مستوجب نہیں ٹھہرتا بلکہ رحم کا مستحق ہے، کیونکہ یہ کہتا ہے کہ میں یسوعؑ نہیں ہوں، بلکہ یہودا ہوں جس نے یسوعؑ کی گرفتاری میں سپاہیوں کی رہنمائی کی تھی، اس کا کہنا ہے کہ گلیلی کے یسوعؑ نے اپنے جادو کے عمل سے اُسے اس شکل میں متغیر کر دیا ہے۔ اگر یہ بیان ٹھیک ہے تو یوں ایک بے قصور کی جان لینا ظلمِ عظیم ہوگا، اور اگر یہ یسوعؑ ہی ہے، اور اُسے اس حقیقت سے انکار ہے تو یقیناً وہ اپنے ہوش و حواس ہی نہیں، پھر اس طرح بھی ایک دیوانے کا قتل بے دینی کی بات ٹھہرتی ہے۔

اُس وقت بڑے پادریوں اور سربرآوردہ لوگوں نے فقیہوں اور فریسیوں کے ساتھ چلا چلا

کر کہنا شروع کیا۔ کہ یہی یسوعؑ ناصری ہے، ہم اسے (خوب) جانتے ہیں، اگر یہ مجرم نہ ہوتا تو ہم اسے آپ کے حوالے کیوں کرتے، وہ دیوانہ نہیں۔ کینہ توز ہے، وہ اس حربے سے (ہمیں چکمہ دے کر) ہمارے ہاتھوں سے نکل جانا چاہتا ہے۔ اگر وہ بھاگ نکلا تو پھر بغاوت کا ایسا ہنگامہ کھڑا کرے گا۔ جو پہلے سے بھی سنگین ثابت ہوگا۔

پیلاطس (کہ اس گورنر کا نام تھا) نے اس نوعیت کے معاملے سے اپنی جان چھڑانے کیلئے کہہ دیا کہ وہ گلیل کا باشندہ ہے۔ اور گلیل کا بادشاہ ہیرودیس ہے، اس لئے اس قسم کے معاملے کے تصفیے کا مجھ سے کچھ سروکار نہیں۔ بلکہ چاہئے تو یہ کہ آپ لوگ اسے ہیرودیس کی خدمت میں لے جائیں۔

چنانچہ وہ لوگ یہودا کو ہیرودیس کے پاس لے گئے، ہیرودیس ایک مدت سے اس بات کا خواہشمند تھا کہ یسوعؑ اس کی خدمت میں حاضر ہوں، لیکن یسوعؑ کبھی بھی اس کے ہاں جانے پر راضی نہ ہوتے کیونکہ ہیرودیس ایک صابی تھا۔ اور من گھڑت اور جھوٹے دیوتاؤں کا پرستار تھا۔ اس کا طریق زندگی بھی ناپاک صابیوں ہی کی مانند تھا۔ جب یہودا کو وہاں لے جایا گیا تو ہیرودیس نے اس سے بہت سی باتیں پوچھیں لیکن یہودا نے کوئی مفید مطلب جواب نہ دیا۔ اور اپنے یسوعؑ ہونے کا انکار کیا، اس پر ہیرودیس نے اپنے سارے درباریوں کے ساتھ اس کا مذاق اڑایا اور اُسے مسخروں کا سفید لباس پہنانے کا حکم دیا، پھر اس نے یہودا کو واپس پیلاطس کے پاس بھیج دیا۔ اور اُسے کہلوا دیا کہ اسرائیلیوں کے ساتھ انصاف برتنے میں کوتاہی نہ برتنا، ہیرودیس نے یہ اس لئے لکھا تھا کہ بڑے پادریوں، فقیہوں اور فریسیوں نے اُسے ایک خطیر رقم دے رکھی تھی، ہیرودیس کے ایک خدمت گار کی زبانی یہ بات گورنر نے بھی سن لی تھی، لہذا اس خیال سے کہ وہ بھی کچھ رقم ہتھیا سکے، اُس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ یہودا کو چھوڑ دینے کے حق میں ہے۔ چنانچہ اس طرح وہ اپنے غلاموں کے ہاتھوں اُسے کوڑے لگوانے کا باعث بنا جنہیں فقیہوں نے اس لئے پیسے دیئے تھے کہ وہ کوڑے مار مار کر اُس کی جان نکال دیں، لیکن خداوند تعالیٰ نے اس معاملے کا فیصلہ پہلے ہی فرما دیا تھا۔ اور یہودا کو صلیب کے لئے محفوظ رکھا تھا۔ تاکہ وہ اس ہولناک موت کا شکار ہو جس کے لئے اس نے دوسرے کو فروخت کر دیا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے یہودا کو کوڑوں کی مار سے موت نہیں دی۔ حالانکہ سپاہیوں نے اس شدت سے اس پر کوڑے برسائے تھے کہ اس کا جسم لہولہان ہو گیا تھا۔

پھر انہوں نے تضحیک کے لئے اُسے ارغوانی رنگ کا ایک پرانا لبادہ اوڑھا دیا۔ اور کہا کہ ہمارے نئے بادشاہ کو لباس پہنانا اور اس کے سر پر تاج رکھنا اس کی شان کے شایان ہے۔

انہوں نے کانٹے جمع کر کے ایک تاج تیار کیا، ویسا ہی جیسے سونے اور قیمتی جواہرات کا تاج بادشاہ اپنے سروں پر رکھتے ہیں، کانٹوں کا یہ تاج انہوں نے یہوداکے سر پر رکھا، ایک سرکنڈا عصائے شاہی کے طور پر اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اور اُسے ایک اونچی جگہ پر بٹھا دیا، پھر سپاہی اس کے سامنے آتے اور استہزاء سے کورنش بجالائے، اُسے یہودیوں کے بادشاہ کی حیثیت سے سلام کیا اور انعام وصول کرنے کے لئے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے جیسے کہ سنتے بادشاہ دستور کے مطابق انعامات تقسیم کرتے ہیں، لیکن جب سپاہیوں نے کوئی انعام نہ پایا تو یہوداؔ کو سرزنش کی اور بولے: واہ ناداں بادشاہ! آپ کیسے تاج پہن بیٹھے ہیں جبکہ آپ سپاہیوں اور اپنے خدمت گذاروں کو کچھ عنایت نہیں کرتے!

بڑے پادریوں، فقیہوں اور فریسیوں نے جب دیکھا کہ یہوداکوڑوں کی مار سے بھی جاں بحق نہیں ہوا، پھر انہیں یہ خدشہ بھی لاحق تھا کہ پیلاطس کہیں واقعی اُسے آزاد نہ کر دے، اس لئے انہوں نے گورنر کو ایک خاص رقم کا نذرانہ پیش کیا، اس نے نذرانہ وصول کر کے یہوداکو فقیہوں اور فریسیوں کے حوالے کر دیا کہ یہ سزائے موت کا مجرم ہے، پھر انہوں نے دو ڈاکوؤں کو بھی اس کے ساتھ صلیب دیئے جانے کا مجرم قرار دے دیا۔

وہ اُسے لے کر صلیب گاہ کی پہاڑی پر پہنچ گئے۔ جہاں وہ مجرموں کو پھانسی دیا کرتے تھے۔ وہاں انہوں نے اس کی مزید تذلیل کے لئے اُسے برہنہ کر کے صلیب پر چڑھا دیا، یہودا نے اور کچھ بھی نہ کیا سوائے چلا کر یہ فریاد کرنے کے کہ خدایا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ (ایلی ایلی! لما شبقتنی) جبکہ مجرم بھاگ گیا ہے۔ اور میں بلا قصور مارا جا رہا ہوں۔

میں حقیقت بیان کرتا ہوں کہ یہوداکی آواز، صورت اور شخصیت یسوعؑ سے اس قدر ملتی تھی کہ ان کے شاگردوں اور معتقدین کو بھی پکا یقین ہو گیا کہ یہ یسوعؑ ہی ہے۔ اس پر (اس صورتِ حال کو دیکھ کر) بعض لوگ یسوعؑ کی تعلیمات سے منحرف ہو گئے، انہوں نے سمجھا کہ یسوعؑ ایک جھوٹے نبی تھے جنہوں نے محض اپنی جادوگری کے عمل سے کچھ معجزات دکھائے تھے، حالانکہ یسوعؑ نے تو بتایا تھا کہ وہ قربِ قیامت تک وفات نہیں پائیں گے۔ اور یہ کہ وہ اس دنیا سے اٹھا لئے جائیں گے، لیکن جو لوگ یسوعؑ کے عقائد پر استقامت سے جمے رہے وہ غم و اندوہ کی گہرائیوں میں ڈوب گئے تھے، یسوعؑ کے مشابہ انسان کو مرتے دیکھ کر ان کے ذہن سے وہ ساری باتیں محو ہو چکی تھیں جو یسوعؑ نے ان سے کہی تھیں، اس لئے وہ یسوعؑ کی والدہ

کے ہمراہ صلیب گاہ کی پہاڑی پر پہنچے، یہودا کی موت کے وقت وہ نہ صرف وہاں موجود تھے اور زار و قطار رو رہے تھے بلکہ انہوں نے گورنر سے نیکدیمس اور یوسف ارمتیاہ کی وساطت سے یہودا کی نعش بھی حاصل کر لی۔ تاکہ اُسے دفنا سکیں، چنانچہ انہوں نے اُسے صلیب سے نیچے اتارا، اُس وقت وہ ایسے چیخ و پکار کر رہے تھے کہ اس کا بیان ہی ناقابلِ یقین تصور کیا جائے گا۔

پھر انہوں نے اس پر طرح طرح کے قیمتی روغن چھڑکے اور اُسے یوسف کی نئی قبر میں دفن کر دیا۔

اس کے بعد ہر کوئی اپنے اپنے گھر کو واپس ہُوا، راقم الحروف، یوحنا اور اس کے بھائی یعقوب اور یسوعؑ کی والدہ کے ساتھ ناصرہ کو روانہ ہُوا۔

بعض بے دین قسم کے شاگردوں نے رات کے وقت جا کر یہودا کی نعش چُرا کر چھپا دی۔ اور یسوعؑ کے بارے میں مشہور کر دیا کہ وہ دوبارہ اٹھائے گئے ہیں۔ اس پر بڑا ہنگامہ بپا ہُوا، اس وقت ارتداد کے خوف سے قسیسِ اعلیٰ نے حکم نافذ کر دیا کہ کوئی شخص یسوع ناصری کا ذکر زبان پر نہ لائے، اس پر بڑی تعذیب شروع ہو گئی، بہت سے لوگ سنگسار کئے گئے، بہت سوں کو پیٹا گیا اور بہت سے جلاوطن کر دئے گئے۔ کیونکہ وہ ایسے معاملے میں اپنی زبان بند نہ رکھ سکے۔

دیانتداری اور خدمت ہمارا شعار ہے

ہم اپنے ہزاروں کرم فرماؤں کا شکریہ ادا کرتے ہیں

—— جنہوں نے ——

پستول مارکہ آٹا

استعمال کر کے —— ہماری —— حوصلہ افزائی

—— کی ——

نوشہرہ فلور ملز جی ٹی روڈ نوشہرہ

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ

ختمِ نبوتؐ اور عارف رومیؒ

الحق مارچ ۱۹۷۴ء میں مولانا سرفراز خاں صاحب صفدر کا مضمون مولانا قاسم نانوتوی ؒ اور ختم نبوّت شائع ہوا ہے۔ عارف رومیؒ کے یہ اشعار حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی ؒ کے مضمون کی تائید کرتے ہیں۔ لہٰذا پیش خدمت ہیں۔

بندہ محمد اقبال قریشی ہارون آبادی

بقیۃ السلف حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی مدظلہٗ دامت فیوضہم فرماتے ہیں "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ؒ کو تحذیر الناس میں مضمون خاتمیت لکھتے ہوئے مثنوی کے یہ اشعار نہیں ملے ورنہ سہولت کے ساتھ فرما دیتے کہ خاتمیت کے یہ معنی بیان کرنے میں میں تنہا نہیں ہوں۔ بلکہ مولانا رومیؒ بھی اس طرف گئے ہیں۔ (حاشیہ وعظ الرفع والوضع)

اور حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں: "آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جامعیت لجمیع کمالات انبیاء علیہم السلام وہ ہے جو مولانا رومی قدس اللہ سرہٗ نے خاتم النبیّین سے مستنبط کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت جس طرح زمانی ہے۔ اسی طرح آپؐ کو خاتمیت رتبی بھی حاصل ہے کہ کمالات انبیاء علیہم السلام کے تمام مراتب آپؐ پر ختم ہو گئے ہیں، یعنی آپؐ میں تمام کمالات سب سے اعلیٰ درجہ کے مجتمع ہیں۔ مولانا نے اس مضمون کو بہت اشعار میں بیان فرمایا ہے۔ (جن میں سے کچھ اصل مضمون میں آئیں گے) اور اس سے مولانا کا یہ مقصود نہیں ہے کہ نعوذ باللہ آپ خاتم زمانی نہیں ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپؐ خاتم زمانی ہونے کے ساتھ خاتم رتبی بھی ہیں۔ یعنی تمام مراتب کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس تفسیر پر آپؐ کی خاتمیت

اور نہ یادہ اکمل ہو گی کہ ختم زمانی وختم رتبی دونوں آپؐ کیلئے ثابت ہوں گے۔ یہی وہ مضمون ہے جو مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے ظاہر فرمایا تھا تو لوگوں نے اس پر بہت شور مچایا۔ مگر مولانا رومیؒ کو کوئی کچھ نہیں کہتا کیونکہ لوگ، ان کو درویش سمجھتے ہیں۔ اور درویش بھی مجذوب اس لئے ان سے ڈرتے ہیں۔ اور ہمارے حضرات کو لوگ علماء ہی سمجھتے ہیں صوفی اور شیخ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ عالم متبحر ہونے کے ساتھ بہت بڑے شیخِ کامل بھی تھے۔ (وعظ الرفع والوضع ملحقہ میلاد النبیؐ ص۹۲۳ ص۹۲۴ ص۹۲۶)

اشعار حضرت مولانا رومیؒ

ختم ہائے کانبیاء بگذاشتند آں بدیں احمدی برداشتند

یعنی وہ مہریں (نقصان استعداد کی) جو انبیاء علیہم السلام چھوڑ گئے تھے آپؐ کا دین ایسا کامل ہے کہ اسکی برکت سے وہ سب نقصان اٹھادئے۔

قفلہائے ناکشادہ ماندہ بود از کف انا فتحنا بر کشود

یعنی استعداد کے بہت سے قفل بے کھلے رہ گئے تھے۔ صاحب انا فتحنا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے دست مبارک سے کھل گئے۔

بہر ایں خاتم شد است اوکہ بجود مثل او نے بود و نے خواہند بود

یعنی آپؐ اس سبب سے خاتم ہوئے ہیں کہ فیوض وعلوم کے جود وعطا میں آپؐ کا مثل نہ ہوا نہ ہوگا۔ کمالات کے تمام مراتب آپؐ پر ختم ہو گئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ خاتم زمانی نہیں ہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ خاتم مطلقؐ ہیں زماناً بھی کمالاً بھی۔

چونکہ در صنعت بروا استاد دست نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

یعنی بطور تمثیل کے فرماتے ہیں کہ دیکھو جب کوئی استاد کسی صنعت میں سبقت لے جاتا ہے۔ تو کیا تم اسکو یہ نہیں کہتے کہ یہ صنعت تم پر ختم ہے۔ یعنی ضرور کہتے ہو اسی طرح خاتم النبیینؐ میں ختم کمالات پر بھی اشارہ بعید نہیں کہ آپؐ پہ کمالات نبوت ختم ہو گئے ہیں یعنی ان میں آپؐ کا کوئی مثل نہیں پس یہ معنی ہیں خاتمیت کے اور مطلب وہی تھے کہ ختم زمانہ کے ساتھ آپؐ اسطرح بھی خاتم ہیں۔

لہ آنحضرتؐ کے قفل کھلنے کا مولانا رومیؒ نے اس شعر میں اشارہ فرمایا ہے ۔

بازگشتہ از دم ہر دو باب در دو عالم دعوت او مستجاب

بندہ احقر قریشی غفرلہٗ

در کشادِ ختمہا تو خاتمی　　در جہاں روح بخشاں خاتمی

یعنی اوّل تو قوتِ فیضان کے اندر آپؐ کا خاتم ہونا ظاہر فرماتے ہیں۔ کہ آپؐ ان مہروں کے کھولنے میں بھی خاتم ہیں۔ اور روح عطا کرنے والے حضرات (یعنی انبیاء علیہم السلام) کے عالم میں بھی آپؐ بمنزلہ خاتم کے ہیں۔ اور اس تقریر میں عجیب لطیفہ ہے۔ یعنی آپؐ فاتح ہونے میں بھی خاتم ہیں۔ وجہ لطافت کی یہ ہے کہ فاتح اور خاتم کے معنیٰ میں ظاہراً تقابل ہے اور یہاں بجائے تقابل کے ایک دوسرے کا مکمل ہے۔

ہست اشاراتِ محمد المراد　　کل کشاد اندر کشاد اندر کشاد

یعنی آپؐ کی تصریحات (احادیث مبارکہ) تو علوم کا خزانہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارات سے تو علوم کے دریا کھلتے ہیں۔ بقول ظفر علی خان مرحوم ؎

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور عقدہ وروں سے کھل نہ سکا

وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

(ماخوذ وعظ الظہور والرفع والوضع ملحقہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ اشرف المعارف چہلیک ملتان صا، ص۵، ص۶، ص۶۲۵ تا ص۶۲۸)

مزید تفصیل کے لئے وعظ الظہور مطالعہ فرمائیں واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم واختم لنا بالخیر۔ آمین۔

- دولتمند ہر پیغمبر کو جھٹلاتے رہے اور غریب ہی انکی تصدیق کرتے رہے ہیں (حضرۃ مجدد الف ثانیؒ)
- دولتمندی سے زیادہ کوئی چیز ایمان میں خلل انداز نہیں ہے۔ "
- دنیا میں آرام کا خواہاں بے وقوف اور عقل سے دور ہے۔ "
- آخرت کا کام آج کر۔ دنیا کا کام کل پر چھوڑ دے۔ "
- خلاف شریعت ریاضتیں اور مجاہدات خسارہ ہی خسارہ ہیں "
- احسان سب جگہ بہتر ہے لیکن ہمسایہ کے ساتھ بہترین ہے۔ "
- زندگی کی فرصت بہت کم ہے اور ہمیشہ کا عذاب یا راحت اسی پر مرتب ہے "
- زکوٰۃ کا ایک پیسہ نفلی طور پر سونے کا پہاڑ صدقہ کرنے سے بہتر ہے "

حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی
ٹنڈو اللہ یار سندھ

انجمن تحفظ ناموسِ اسلام

ناموسِ ختمِ نبوت کی حفاظت اور حکومت کی ذمہ داری

قادیانیوں کے بارہ میں عالمِ اسلام کے متفقہ فیصلے اور ہماری حکومتوں کی شرمناک سرد مہری

دلائل اور حقائق سے ثابت ہو چکا، تمام عالمِ اسلام فیصلہ کر چکا، مسلمانوں کے ہر مکتبِ فکر کے کل علماء اور محققین اتفاق و اجماع کر چکے کہ قادیانی فرقہ بلا شبہ و تردد دائرہ اسلام سے خارج ایک غیر مسلم ملت ہے۔ عدالتی سطح نے تسلیم کر لیا گیا کہ ہر قادیانی شخص دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔ تاریخ اسلام قرن اول ہی سے فیصلہ کر چکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر طرح کا دعویٰ نبوت قطعی کفر ہے اور مدعی نبوت نیز اس کے پیرو متبعین سے اسلامی حکومتوں کو جہاد اور مقابلہ لازم ہے۔ تمام دنیائے اسلام میں قادیانیوں کو کافر و غیر مسلم سمجھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے مملکت سعودی عربیہ نے اپنی حدود میں ان کا داخلہ بھی ممنوع قرار دے رکھا ہے۔

لیکن حیرت و تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ ہماری حکومتوں نے قرآن و سنّت کے اس صریح فیصلہ اور دنیائے اسلام کے اتفاق و اجماع کا آج تک کوئی لحاظ نہیں کیا۔ اس ملک میں ۲۶ برس سے زائد طویل عرصہ گذر گیا اگرچہ اس مسئلہ کے ثابت کرنے کے لئے مزید دلائل کی ضرورت نہ تھی، پھر بھی علماء پاکستان نے دلائل کے انبار لگا دیئے، بیانات دیدیئے، بیشمار کتابیں اس موضوع پر لکھ دی گئیں عدالت کے ججوں نے ان دلائل کو تسلیم کر لیا۔ لیکن یہ سب کچھ ہونے کے باوجود حکومت پاکستان آج تک دنیائے اسلام کے متفقہ فیصلہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئی بلکہ جب کبھی بھی مسلمانانِ پاکستان کی طرف سے اس فرقہ کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا تو حکومت نے ایسا کچھ طرزِ عمل اختیار کیا کہ ہر مسلمان یہ سمجھنے پر مجبور ہوا کہ ہماری اسلامی حکومت اسلام

کے اس بنیادی نظریہ کی حفاظت سے عاجز ہے، حکومت اور حکومت کے زیر اثر اخبارات کی روش سے ایسا ہی محسوس ہوا کہ کھلم کھلا اسلام کے اس بنیادی حق اور مطالبہ کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اور اس کے بالمقابل قادیانیوں کی حمایت کی جا رہی ہے۔ حتیٰ کہ حکومت اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔ کلیدی عہدوں اور بڑے بڑے مناصب پر قادیانیوں کو فائز کیا گیا، جس سے یہی سمجھا گیا کہ اس پورے ملک پر قادیانی ہی مسلط ہیں، اور ان کے منشاء و مرضی کے خلاف کسی کو قدم اٹھانے کی جرأت نہیں، یہودیوں کی سرزمین میں ان کا مرکز قائم ہے جو اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں اور ریشہ دوانیوں میں لگا ہوا ہے۔ اور حکومت نے آج تک اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ حتیٰ کہ پاکستان کی اس مسلسل روش نے عرب ممالک میں یہ تأثر پیدا کر دیا ہے کہ حکومتِ پاکستان قادیانی فرقہ کی خاص رعایت اور حمایت کرتی ہے۔ جس پر انہوں نے نہایت ہی رنج تأسف کے ساتھ شکوہ بھی کیا۔

مسئلہ قادیانیت اور قومی اسمبلی سال گذشتہ یعنی ۱۹۷۳ء میں جب آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانی فرقہ کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کی تو مغربی پاکستان کی مرکزی و صوبائی اسمبلیوں میں بھی یہی تحریکیں پیش کی گئیں لیکن افسوس صد افسوس۔ حیرت بالائے حیرت اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اسمبلیوں کے اسپیکروں نے اسے خلافِ ضابطہ کہہ کر رد کر دیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

پچھلے سال ۲۲ مئی کو قومی اسمبلی میں پیش کی جانے والی قرارداد یہ تھی جس کا نوٹس حضرت مولانا عبدالحق صاحب، اکوڑہ خٹک رکن قومی اسمبلی نے پیش کیا تھا۔ اس اسمبلی کی رائے ہے، کہ پاکستان میں مرزائی جماعت اور اس کے تمام افراد (یعنی قادیانی و لاہوری جماعتیں) کو قرآن و سنت اور اجماعِ امت کے متفقہ فیصلہ کی بناء پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ان کی تمام تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔ اور انہیں زندگی کے تمام شعبوں میں علیحدہ تشخص قائم کرنے کی ہدایت دی جائے۔ یہ اسمبلی آزاد کشمیر اسمبلی کی اس قرارداد کی تحسین و تائید کرتی ہے۔ جس میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور ان کی رجسٹریشن کرانے پر زور دیا گیا ہے۔ نیز آئندہ کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا بھی دعوئے نبوت کرنے یا ایسے کسی مدعی کی پیروی کرنے والوں کے ساتھ مرتد کا سلوک کیا جائے۔

مغربی پاکستان اسمبلی میں یہ قرارداد پیش کی گئی، لیکن افسوس اور شرم کا مقام ہے، دنیائے اسلام کے اس متفقہ فیصلہ کا ذرہ برابر بھی لحاظ کئے بغیر ہماری حکومت کے اسپیکر صاحب نے

اس قرار داد کو نامنظور اور رد کر دیا۔ جواب قرار داد ملاحظہ ہو :

جواب قرار داد، قومی اسمبلی سکرٹریٹ نمبر الیف ۱،۱۰ (۱) ۷۳ آر ٹی ۲ اسلام آباد ۱۴ مئی ۱۹۷۴ء

بخدمت مولانا عبدالحق صاحب رکن قومی اسمبلی۔

موضوع :۔ قادیانیوں کو بطور غیر مسلم اقلیّت قرار دیا جانا۔

"حسب خواہش میں جناب کو مطلع کرتا ہوں کہ قومی اسمبلی کے قواعد و ضوابط کار دالضرام کاروائی کے قاعدہ ۹۰ بملاحظہ قاعدہ ۸۹ کے اسپیکر نے آپ کی مندرجہ بالا قرارداد جس کا نوٹس آپ نے ۱۴ مئی ۱۹۷۳ء کو دیا تھا۔ نامنظور کر دیا ہے :

اس کے بعد پھر ایک بار یہی قرارداد اسمبلی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین جدول سوم دفعہ ۴۲ میں جو مسلمان کی تعریف کی گئی ہے۔ اسکی رو سے پیش کی گئی، لیکن ناقابلِ غور قرار دیکر رد کر دیا۔

اور اس طرح اسپیکروں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان پر ندامت اور شرم کا بدنما داغ لگاکر دنیائے اسلام کی نظروں میں پاکستان کو ذلیل کیا۔

قادیانیت اور عرب ممالک کا فیصلہ | تمام عرب ممالک کے اخبارات و رسائل نے آزاد کشمیر کی قرارداد کی پُرزور حمایت و تائید کی تفصیل سے مقالات شائع کئے اور واضح کیا گیا کہ قادیانی فرقہ قطعاً خارج از اسلام اور قادیانیت اسلام پر ایک ضرب کاری ہے۔ شاہ فیصل نے یہی اعلان کیا شیوخ مؤرخین نے دنیائے اسلام کے اس فیصلہ کو واضح کرتے ہوئے، تمام دنیا کے مسلمانوں کو اس بات کی دعوت دی کہ جن بلاد میں یہ فتنہ موجود ہے۔ وہاں کی حکومت اور مسلمانوں کے ذمہ فرض ہے کہ وہ اس ناپاک فتنہ سے اپنی سرزمین کو پاک کریں۔

رابطۂ عالمِ اسلامی کے جنرل سیکرٹری شیخ محمد صالح القزاز نے تمام اسلامی حکومتوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے اپنے ملکوں میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دیں اور مسلمان ملکوں میں اس گمراہ فرقے کو اپنا شر پھیلانے کی کسی طرح اجازت نہ دی جائے۔ اخبار العالم الاسلامی اشاعت ۱۹۷۳ء (بحوالہ دشکریہ ہفت روزہ المنبر) میں آزاد کشمیر اسمبلی کی قرارداد کی تعریف کی گئی۔ اور اس قرارداد کو تمام اسلامی حکومتوں کے لئے قابلِ تقلید رکھا گیا۔ صدر آزاد کشمیر اور ان کی جماعت کو مبارکباد دی۔ اخبار العالم الاسلامی نے اس قرارداد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ قادیانی پاکستان کے اتحاد اور سالمیت کو پارہ پارہ کرنے میں برابر کے شریک ہیں ان کا نظریہ ہے کہ پاکستان کا اتحاد اور اسکی سالمیت ان کے عزائم میں سب سے بڑی رکاوٹ

ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ اس فرقہ کے لوگ حکومت پاکستان کے کلیدی عہدوں پر قبضہ جمائے ہوئے ہیں۔ اس مسئلہ پر حکومت پاکستان کا خاموش رہنا انتہائی خطرناک ہے "

(اخبار العالم الاسلامی بحوالہ المنبر لائل پور)

رابطہ عالم اسلام کا تار جناب بھٹو کے نام اسی کے ساتھ رابطۂ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری نے حال ہی میں وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو اس مضمون کا ایک مفصل تار بھیجا اس تار کی خبر اور اس کا پورا متن مکہ معظمہ کے اخبار الندوہ ۱۸ر جون ۱۹۷۳ء کی اشاعت میں شائع کیا۔

تار کا متن یہ تھا:

"رابطۂ عالم اسلامی حکومت آزاد کشمیر کی اس قرارداد پر کہ قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں، اطمینان اور خوشی محسوس کرتا ہے۔ یہ نہایت حکیمانہ موقف ہے۔ کیونکہ جناب صدر پر مخفی نہیں ہے کہ یہ جماعت جو کہ اسلام کا دعویٰ کرتی ہے ایسے فاسد عقائد کی حامل ہے۔ کہ جن کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ رابطۂ عالم الاسلامی نہ صرف اس قرارداد کی تائید کرتا ہے۔ بلکہ دوسری اسلامی حکومتوں سے بھی اس بات کی امید رکھتا ہے کہ وہ بھی اس قسم کی قراردادیں منظور کریں گی۔ اور گمراہ فرقہ کے شر سے مسلمانوں کو نجات دلائیں گی جو مسلمانوں کو گمراہ کر رہا ہے۔"

مگر معلوم نہیں کہ ہماری اسلامی سلطنت کے وزیر اعظم نے اس پیغام کا کیا جواب دیا۔

مکہ کی عالمی اسلامی کانفرنس کی قرارداد تعجب کی بات ہے کہ ہمارے اخبارات نے بھی اس طرح کی کوئی خبر نہیں شائع کی حال ہی میں ۱۹ر اپریل ۱۹۷۴ء کی شام کو مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کے زیر سایہ دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں اور سربراہوں اور مشاہیر علماء اور صحافیوں پر مشتمل ایک عظیم کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ باطل مذاہب کے بارہ میں قراردادیں مرتب کرنے والی کمیٹی کے چیئرمین علامہ صواف نے قرارداد پیش کرنے سے قبل قادیانی فتنہ کا تعارف کرایا اس کی تاسیس کے سامراجی محرکات کا ذکر کیا۔ اور ملت اسلامیہ کے خلاف قادیانیوں کے سیاسی کردار سازشوں اور منصوبوں کو طشت ازبام کیا ان تمام حقائق و تفصیلات کے بعد یہ قرارداد نہایت جوش و خروش سے منظور کی گئی قادیانی قرآن وسنت اور اجماع امت کی رو سے کافر و مرتد اور خارج از اسلام گروہ ہے۔ اور یہ کہ اسلام میں یہ مسئلہ کوئی متنازع فیہ بات نہیں " اور تمام اسلامی حکومتوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ مرزائیوں کو کلیدی عہدوں پر کسی حال میں بھی نہ رکھا جائے۔

دنیا بھر کی اسلامی سلطنتوں کے مندوبین نے اس قرارداد کی پرزور تائید و حمایت کی لیکن یہ تیرہ بختی
بدنصیبی اور شقاوت صرف پاکستان کے مندوب ٹی ، ایچ ہاشمی کے حصہ میں آئی جس نے اس قرارداد
کی حمایت و تائید سے پہلو تہی اختیار کر کے دنیائے اسلام کی نظروں میں پاکستان کو ذلیل کیا۔ ہم حکومت سے احتجاج
کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ایسے شخص کو اس نے رابطۂ عالم اسلامی کی کانفرنس میں بھیجا جو بجائے مسلمانوں
اور اسلام کی نمائندگی کے قادیانیوں اور یہودیوں کو خوش کرے۔ تفصیل کے لئے ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک
(نقشِ آغاز از ایڈیٹر) اشاعت ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ ملاحظہ فرمائیں۔

ان واقعات اور حقائق کے پیشِ نظر ہر مسلمان بالخصوص پاکستان کے تمام اکابر علماء مشائخ
اور ایمانی جذبات رکھنے والے سنجیدہ حضرات پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ نہایت پُرامن اور مؤثر
انداز میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ہمہ گیر پیمانہ پر شروع کریں۔

ہر علاقہ اور شہر کے باشندوں کی طرف سے حکومت کو یہ متفقہ قرارداد دیں بھیجی جائیں۔ اور
اس موضوع کو علمی اور تحقیقی انداز میں مسلمانوں کے سامنے رکھا جائے۔ اور جس طرح قرآنِ کریم نے
حقائق کی روشنی میں ہر باطل نظریہ اور کفر کا رد کیا۔ اہلِ علم حضرات بھی اسی طرح مثبت انداز میں مسئلہ
ختمِ نبوت اور فتنۂ قادیانیت کی توضیح و تشریح کیطرف خاص طور سے
اس تحریک کے ساتھ جو قراردادیں منسلک ہیں، وہ حکومت کو بھیجیں اور یہ سمجھتے ہوئے کہ اس
وقت دینِ اسلام کا اولین فریضہ ہے۔ اسی جدوجہد میں مصروف ہو جائیں۔ حق تعالیٰ اپنے دین
کی حفاظت فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

پی سی ٹی
مارکہ
پرزہ جات سائیکل
پاکستان میں سب سے اعلیٰ اور معیاری
بٹ سائیکل سٹور نیلا گنبد۔ لاہور۔ فون نمبر 65309

جناب منظر عباسی۔ ایم۔ اے۔ (مری)

جدید زبانوں کے عربی ماخذ

بلّی | بلّی جسے فارسی والے گربہ کہتے ہیں ہم سب کا جانا پہچانا جانور ہے۔ انگریزی میں اسے CAT (کیٹ) فرانسیسی میں CHAT سویڈن والوں کی زبان میں KATT، ڈینش یعنی ڈنمارک والوں کی بولی میں KAT ہالینڈ والوں کی زبان ڈچ میں KAT سپینش میں GATO پرتگالی میں GATO اطالوی زبان میں GATTO اور یورپ والوں کی خود ساختہ زبان اسپرانتو میں KATO کہتے ہیں۔ جرمنی کے رہنے والے آخر میں ZE کا اضافہ کرکے بلّی کو KATZE کہتے ہیں۔

C اور K دونوں ہم آواز حرف ہیں۔ اس لئے انگریزی کا CAT اور ڈینش اور ڈچ کا KAT ایک ہی لفظ ہے۔ G اور K آپس میں تبدیل ہونے والے حروف ہیں۔ اس طرح سپینش اور پرتگالی کا GATO اور اسپرانتو کا KATO ایک ہی لفظ کی دو صورتیں ہیں۔ لفظ کے آخر میں O علامتِ اسم کے طور پر زائد ہے۔ اور جرمن میں ZE کو زائد تصور کر لیا جائے تو ان سب زبانوں میں بلّی کے لئے ایک لفظ مادے اور اصل کے طور پر سامنے آتا ہے۔ اور وہ ہے K (ک۔ ق) اور T (ت۔ ٹ۔ ط) کا مرکب جو عربی میں قِطّ کی صورت میں موجود ہے اور اس کے مختلف معانی میں سے ایک معنیٰ السِنّور یعنی بلّی کے ہیں۔

اہلِ یورپ نے CAT (بلّی) کے سلسلہ میں کہا ہے کہ یہ عربی کے KITT (قِطّ) کا ہم ماخذ ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا کہ قطّ ہی ماخذ ہے۔ بلکہ ماخذ کے بارے میں اپنی لاعلمی کا اعتراف کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان لوگوں نے عارفانہ تجاہل سے کام لیا ہے۔ ورنہ عربی کو ماخذ مان لینے میں کوئی دلیل مانع نہیں۔

اُونٹ | بلّی کے بیان سے اونٹ یاد آگیا ہے۔ اسے یورپ والے انگریزی میں CAMEL

پرتگالی میں CAMELO ، ہسپانوی میں CAMELLO اطالوی میں CAMMELLO جرمن میں KAMEL اور فرانسیسی میں L (ل) کے بغیر CHAMEAU اور اسپرانتو میں KAMELO کہتے ہیں۔

C اور K (ک) ہم آواز ہیں۔ اس لئے فرانسیسی کے علاوہ باقی سب زبانوں میں کم و بیش ایک ہی لفظ ہے۔ جس کو معمولی سی تبدیلیوں کے ساتھ اپنایا گیا ہے۔ فرانسیسی میں پہلا حرف CH کا مرکب ہے۔ جو فرانسیسی میں حرف علت سے پہلے واقع ہو تو شش (SH) کی آواز دیتا ہے۔ اور اگر حرف صحیح سے پہلے آئے تو K (ک) کی آواز دیتا ہے ـــــ گویا CHAMEAU (اونٹ) میں CH کی آواز SH (ش) ہے۔ لیکن K (ک) کی آواز کے لئے بھی یہ مرکب حرف CH مستعمل ہے۔ انگریزی میں بے شمار الفاظ ایسے ہیں جن میں CH ک (K) کی آواز دیتا ہے۔ ان میں SCHOOL (سکول) اور CHEMISTRY (کیمسٹری) ہمارے جانے پہچانے الفاظ ہیں۔

مختصر یہ کہ اونٹ کیلئے یورپ کی جدید زبانوں میں جو الفاظ مستعمل ہیں ان میں K (ک) M (م) اور L (ل) مشترک ہیں اگر کہیں K کی جگہ C ہے تو یہ آواز کے اعتبار سے K (ک) کا متبادل ہے۔

K (ک) انگریزی اور یورپ کی دوسری جدید زبانوں میں G (گ۔غ۔ج) سے بار بار بدل جاتا ہے۔ اور G گ + غ اور ج کی آواز دیتا ہے۔ گویا کہا جا سکتا ہے کہ CAMEL یا KAMEL میں ک (K-C) G کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ جو J (ج) کی آواز دیتا ہے۔ اس طرح CAMEL عربی کا جمل (GAMEL یا JAMAL) بن جاتا ہے۔ جو معنی اور صورت دونوں کے اعتبار سے CAMEL اور KAMEL وغیرہ کا ماخذ ہے۔

اہل یورپ نے CAMEL اور KAMEL وغیرہ کا ماخذ عبرانی زبان کا کلمہ GAMAL (جامل) بتایا ہے۔ عربی اور عبرانی کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں مفصل معروضات آئندہ کبھی پیش کی جائیں گی۔ انشاءاللہ۔

ہمارا خیال ہے کہ CAMEL اور KAMEL کا اصل ماخذ عربی کا جمل ہے۔ ممکن ہے اہل یورپ نے عبرانی کے GAMAL سے CAMEL اور KAMEL بنا لیا ہو لیکن عبرانی میں یہ لفظ عربی سے گیا ہے۔

مسجد | بلّی اور اونٹ کے بعد مسجد کا ذکر بے جوڑ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ہم ایک مصلحت

کے پیش نظر مسجد کی بات شروع کر رہے ہیں۔
مسجد عربی لفظ ہے جو انگریزی میں MOSQUE فرانسیسی میں MOSQUEE اطالوی میں MOSCHEA اور ہسپانوی میں MEZQUITE ہے۔ جدید لسانیات کے ماہرین اس حقیقت پر متفق ہیں۔ انگریزی فرانسیسی اطالوی اور ہسپانوی زبانوں میں مسجد کے لئے جو کلمات مستعمل ہیں ان سب کا ماخذ عربی کا لفظ مسجد ہے۔

مسجد میں م (M) س (S) ج (J) اور د (D) چار حروف ہیں۔ یورپ والوں نے پہلے دو حرف م (M) اور س (S) تو ہر جگہ باقی رکھے ہسپانیہ والوں نے آخری حرف د (D) کو ت (T) سے بدل دیا۔ اور باقی سب نے دؔ کو حذف کر دیا ہے۔ باقی رہا جؔ سو اطالوی میں جؔ کو چؔ (CH) سے بدل دیا گیا۔ پھر CH کی آواز ک (K یا Q) سے ملتی تھی۔ اس نسبت کے پیش نظر باقی سب نے جؔ کو کؔ بنا ڈالا۔

حاصل کلام یہ کہ MOSQUE وغیرہ کلمات کا ماخذ اہل یورپ کے اپنے خیال کے مطابق عربی کا مسجد ہے۔ اور ان لوگوں نے مسجد کے جؔ کو کؔ سے بدل کر ماسک، یا ماسق وغیرہ بنا لیا ہے۔
اب آئیے اونٹ کی طرف۔ ہم کہتے ہیں کہ جس طرح مسجد کے جؔ کو کؔ سے بدل کر ماسک بنایا گیا ہے اسی طرح جمل کے جؔ کو کؔ سے بدل کر کیمل یعنی CAMEL اور KAMEL کے الفاظ بنائے گئے ہیں۔

کؔ اور جؔ | یورپ کی زبانوں میں کؔ (K) اور جؔ (J) کے ایک دوسرے سے تبدیل ہونے کی صورت یہ ہے کہ کؔ (K) عام طور پر گؔ (G) سے بدلتا ہے۔ اور گؔ (G) جؔ (J) کی آواز بھی دیتا ہے۔ اس طرح کبھی جؔ کؔ بن جاتا ہے اور کبھی کؔ جؔ میں بدل جاتا ہے۔ لفظ بلّی کے ماخذ کی تلاش میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ K (ک) اور G (گ) ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہیں۔ ڈنمارک اور ہالینڈ والے بلّی کو KAT کہتے ہیں۔ ہسپانیہ اور پرتگال والے GATO بولتے ہیں۔ نیز سویڈن کے لوگ KATT استعمال کرتے ہیں۔ اٹلی والے GATTO لکھتے اور بولتے ہیں۔
ان مثالوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ K (ک) اور G (گ) ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں۔ اب ایک قدم آگے چلیں تو معلوم ہوگا کہ گؔ (G) جؔ (J) کی آواز دیتا

ہے۔ انگریزی میں GARDEN (باغ) جرمن میں GARTEN (باغ) اور اطالوی میں GIARDINO (باغ) ہے۔ یہی لفظ باغ ہی کے معنوں میں فرانس اور سپین میں جاکر JARDIN اور پرتگال میں JARDIN ہو گیا ہے۔ یعنی گ (G) ج (J) سے بدل گیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ ک (K) گ (G) سے بدلتا ہے اور گ (G) ج (J) بن جاتا ہے۔ یا یوں کہئیے کہ ج (J) گ (G) سے بدل جاتا ہے۔ اور گ (G) ک (K) یا ق (Q) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور یہی تبدیلی کا قاعدہ CAMEL اور KAMEL میں استعمال ہوا ہے جس نے عربی کے جمل کو یورپ کا کیمل بنا دیا ہے۔

باغ | گ (G) اور ج (J) ایک دوسرے سے تبدیل ہونے والے حروف ہیں۔ اس سلسلہ میں گفتگو کے دوران ہم نے باغ کے ہم معنیٰ الفاظ کی مثالیں دی ہیں ۔۔۔ اس نسبت سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان الفاظ کے ماخذ کی تلاش بھی کی جائے۔ جیساکہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ باغ کو انگریزی میں GARDEN جرمن میں GARTEN اطالوی میں GIARDINO فرانسیسی میں JARDIN سپینش میں JARDIN اور پرتگالی میں JARDIM لکھتے اور پڑھتے ہیں۔ اسپرانتو میں باغ کے لئے GARDENO کا لفظ ہے۔ قدیم فرانسیسی زبان میں GARDIN تھا۔ لاطینی اور یونانی میں GARDEN ہے۔ گاتھ (GOTH) زبان میں GARDS اینگلو ساکسن ANGLO SAXON میں GEARD اور قدیم انگریزی میں GARTH تھا۔ گویا جدید یورپائی زبانوں میں باغ کیلئے جو الفاظ مستعمل ہیں۔ ان کے آخر میں ن (N) بعد کی ایجاد یا اضافہ ہے۔ پرانی اور قدیم زبانوں میں ن (N) نہ تھا۔

یورپ کے علمائے لسانیات کا خیال ہے۔ کہ باغ کیلئے GARDEN وغیرہ کے تمام الفاظ معنیٰ اور ماخذ کے اعتبار سے YARD سے تعلق رکھتے ہیں۔ مختصر یہ کہ GARDEN اور YARD کا ماخذ ایک ہی ہے۔ اور ان دونوں کے معانی بھی ایک ہیں۔

YARD کے معنی ہیں صحن جو مکان کے ساتھ ایک قطعہ ارضی کی صورت میں ہوتا ہے۔ شروع شروع میں یہ قطعہ ارضی یعنی صحن صاف، چٹیل اور ہموار ہوا کرتا تھا۔ بعد میں خوبصورتی کی خاطر اس میں پھول اگائے جانے لگے۔ اس طرح YARD یعنی صحن GARDEN یعنی باغ بن گیا۔ گویا GARDEN کے معنی ہیں گھر کے ساتھ ملحقہ صحن یا باغیچہ۔

ابتدائی زمانے کا انسان جنگلوں میں رہا کرتا تھا۔ گھاس پھوس کے مکان بناتا اور مکان کے

اردگرد سے جھاڑیاں وغیرہ کاٹ کر زمین صاف کر دیا کرتا تھا۔ اسی زمین کو صحن YARD یا GARDEN کہتے تھے۔

YARD اور GARDEN کا مصدر و ماخذ ایک مانا گیا ہے۔ اور GARDIN کے سلسلہ میں آپ جان چکے ہیں، کہ اسکی ایک صورت JARDIN بھی ہے، نیز یہ بھی معلوم کیا جا چکا ہے۔ کہ JARDIN کے آخر میں نؔ (N) بعد کی ایجاد یا اضافہ ہے۔ یعنی اصل کلمہ JARD ہے۔ اور JARD کا جؔ (J) بعض اوقات یؔ (Y) آواز بھی دیتا ہے۔ اس طرح JARD سے YARD بن گیا ہے۔

مختصر یہ کہ اصل کلمہ JARD ہے جو عربی میں جَبرْدَۃ کی صورت میں ملتا ہے۔ جرْدَۃ کے معنٰی ہیں خالی زمین، بنجر زمین - زمین کا وہ حصّہ جو چٹیل اور ہموار ہو۔ یعنی وہی صحن جو مکان کے گرد بنایا جاتا ہے۔ اور جس میں خوبصورتی کے لئے پھول بھی اگائے جاتے ہیں۔

یاد رہے کہ GARDEN یعنی باغ اور جسکی مختلف صورتیں GARTEN اور JARDIN وغیرہ بھی ہیں۔ ان سب کا ماخذ خود اہل یورپ کے نزدیک YARD یا JARD ہے۔ ہم نے صرف اس قدر ثابت کیا ہے کہ JARD کا ماخذ عربی کا کلمہ جرْدَۃ۔

گردش | گردش فارسی لفظ ہے، گرد اسی سے ہے۔ اور اردو والوں نے ارد گرد اسی فارسی کے گرد سے بنایا ہے۔ GARDEN کے یورپیائی لفظ کے ماخذ کی تلاش میں ہم اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ یہ اور اس کے ہم معنٰی دوسری زبانوں کے بہت سے الفاظ کا ماخذ JARD ہے۔ جس کے معنٰی صحن اور مکان کے ملحقہ ہموار قطعہ اراضی کے ہیں۔ جو پہلے تو خالی صحن ہوا کرتا تھا۔ اور اسے YARD یا JARD کہتے تھے۔ بعد میں اس میں پھول اگائے جانے لگے اور اس طرح JARD سے JARDIN بن گیا ہے۔

ہم نے اوپر یہ بھی عرض کیا ہے کہ اس لفظ کا عربی میں ماخذ "جرد" ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اسی جرْدَۃ کو فارسی کے گرد کا ماخذ نہ مانیں۔

جرْدَۃ کے اصل معنٰی خالی زمین کے ہیں۔ اور اہل یورپ نے مکان کے گرد خالی زمین کو JARD کہا۔ اور اس طرح عربی کے جرد YARD یعنی صحن کا مفہوم اخذ کر لیا۔ اور صحن مکان کے آس پاس یا اردگرد ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم کہیں کہ فارسی والوں نے جرْدَ سے گرد کا معنٰی مراد لیا ہے۔ تو ہماری بات بے دلیل نہ ہوگی۔

یاد رہے کہ زبانوں میں الفاظ معمولی سی نسبت اور تعلق کے باعث ہجرت کر کے بہت

دور دراز کے ملکوں اور زبانوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ عربی میں عَقَلَ کے معنی ہیں جانور کی ٹانگ باندھنا۔ تاکہ وہ خود بخود چلا نہ جائے۔ لیکن اسی عقل کو سمجھ شعور علم اور دانش کے معنوں میں بھی استعمال کیا جانے لگا۔ اس لئے کہ علم و دانش انسانی فکر و نظر کو ادھر ادھر بھٹک جانے سے روکتے ہیں۔

ایک اور مثال ملاحظہ فرمائیں۔ عربی میں فَلس پیسے کو کہتے ہیں۔ اور اس نسبت سے مفلس یعنی صاحب فلس کے معنی مالدار کے ہوتے ہیں۔ لیکن اہل عرب کیا ہم سب مفلس کے معنی نادار اور فقیر و محتاج کے کرتے ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ فلس حقیقت میں مچھلی کے چانے کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ گول گول چتے سے جو مچھلی کے بدن پر ہوتے ہیں۔ انہیں عربی میں فلس کہا جاتا ہے۔ یہ چانے شکل و صورت میں گول پیسے کی طرح نظر آتے ہیں۔ بس اس نسبت سے پیسے کو بھی فلس کہہ دیا گیا۔ چانا یعنی فلس کوئی قیمتی شے نہیں ہوتی۔ اس لئے مفلس یعنی صاحب فلس کے معنی ہوئے وہ شخص جس کے پاس کوئی قابل قدر چیز نہ ہو یعنی نادار۔ یہ دونوں مثالیں ہیں اس بات کی کہ الفاظ کس طرح معمولی اور بسا اوقات نظر نہ آنے والی نسبت اور تعلق کے باعث مختلف معانی اور مطالب کے حامل بن جاتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہئے کہ الفاظ جب ہجرت کر کے ایک زبان سے دوسری زبان میں جاتے ہیں۔ تو نہ صرف ان کے معانی اور مطالب میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے بلکہ ان کی شکل و صورت بھی بدل جاتی ہے۔ ■ ■

خوبصورت اور دیدہ زیب ملبوسات کیلئے

ہمیشہ یاد رکھیئے

الف پی ٹیکسٹائل ملز لیمیٹڈ جہانگیرہ روڈ

فون ۱۰۱ ۱۷۶ (نوشہرہ)

تار

الله بخش کالونی FPTEX

قادیانیت کے خطوط

قادیانیوں کے بارہ میں

برطانیہ کے مسلمانوں کی مشترکہ آواز

جمعیت علماء برطانیہ کے زیر اہتمام جلسہ ختم نبوت کی منظور کردہ قرار دادیں

پاکستان میں پچھلے دنوں مرزائی اقلیت نے مسلم اکثریت پر جو دھاندلی کی اور ربوہ اسٹیشن پر مسلم سٹوڈنٹس پر گاڑی میں دھاوا بول کر جو مظالم کئے اس سے پورے ملک کا امن برباد ہے۔ ان خونچکاں واقعات نے پھر اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے مسلم مطالبات اصول اور انصاف پر مبنی تھے۔ برطانیہ کے مسلمان بھی ان سانحات پر خون کے آنسو روئے۔ اور آزاد کشمیر کے مسلمانوں نے بھی آزاد کشمیر اسمبلی کی اس قرارداد کی بھرپور تائید کی جس نے مرزائیت کو بالکل بے نقاب کر دیا تھا۔ بریڈفورڈ انگلینڈ اپنی عظیم مسلم آبادی کے پیش نظر چھوٹا پاکستان کہلاتا ہے۔ جمعیت علماء نے مناسب سمجھا کہ اسی مرکزی مقام پر ختم نبوت کا جلسہ منعقد ہو یہ اجتماع عظیم ۸ جون بروز ہفتہ ۳ بجے بعد دوپہر گرین لین سکول بریڈفورڈ میں زیر صدارت الحاج راجہ محمد یوسف منعقد ہوا جس میں حکیم یوسف حسن دانا نے مندرجہ ذیل قرار دادیں پیش کیں اجتماع عام کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات مقررین نے اپنی ولولہ انگیز اور ایمان افروز تقریروں سے ان قرار دادوں کی تائید فرمائی۔

علامہ خالد محمود صدر جمعیت علماء برطانیہ — مولانا لطف الرحمن صاحب
مولانا عبد الرشید ربانی سیکرٹری جمعیۃ علماء برطانیہ — مولانا غلام حیدر صاحب
مولانا فاروقی صاحب — الحاج ہمایوں مرزا صاحب
مولانا فتح محمد مہر صاحب — مولانا عبد القیوم صاحب
مولانا حبیب الرحمن صاحب

ان قرار دادوں کی ایک ایک کاپی وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی روانہ کی گئی۔

قرار دادیں

قرار داد ۱: ہم مسلمانان برطانیہ بریڈفورڈ کے اس عظیم جلسہ ختم نبوت میں حکومت پاکستان سے

پر زور اپیل کرتے ہیں۔ کہ مرزائی جو ایک جدید خود ساختہ نبوت پر مرتکز ہیں انہیں مسلمانوں سے علیحدہ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور مردم شماری میں مسلمانوں سے علیحدہ خانہ پُری کی جائے۔

قرارداد ۲۔ ربوہ شہر کو جو موجودہ وقت میں ریاست اندر ریاست بنا ہوا مرزائیوں کا دارالخلافہ ہے۔ اسے ایک آزاد شہر قرار دیا جائے جس میں پاکستان کے ہر شہری کو آمد و رفت اور رہائش کا حق حاصل ہو۔

قرارداد ۳۔ عام مسلمانوں سے ملازمتوں اور حقوق کے بارے میں انصاف کرنے کے لئے مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں پر ہرگز نہ رکھا جائے۔ ان افراد کی کلیدی آسامیوں سے بے جا مرزائیت پروری ہوتی ہے۔ اور مسلمانوں کے حقوق بھی بُری طرح پامال ہو رہے ہیں۔ حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ پاکستان کے جمہور مسلمانوں کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کرے۔

قرارداد ۴۔ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلم طلبہ پر کئے گئے مظالم کی غیر جانبدارانہ تحقیق کرائی جائے۔ اور مرزائی اقلیت کے ہاتھوں مسلم اکثریت کے ساتھ جو ظالمانہ سلوک کیا گیا ہے۔ اس میں مسلمانوں کی پوری دادرسی کی جائے۔

مرسلہ۔ علامہ خالد محمود صدر و مولانا عبدالرشید ربانی
جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء برطانیہ

قرآن حکیم اور تعمیرِ اخلاق

از مولانا سمیع الحق ایڈیٹر الحق

دیدہ زیب طباعت و کتابت کے ساتھ چھپ گئی ہے۔

اخلاق حسنہ کی اہمیت قرآن و حدیث میں، تعمیر اخلاق میں اسلام کا دیگر ادیان یہودیت، عیسائیت، وغیرہ سے موازنہ، قرآن کے اخلاقی فلسفہ کی روح۔ یورپ کا نظام اخلاق، اسلامی عبادات اور تعمیر اخلاق۔ انسان کی علمی، شہوانی اور غضبانی قوتوں کی اصلاح۔ قرآن کے نظام اخلاق کی خصوصیات اس طرح کئی عنوانات پر ایک نہایت موثر تحقیقی کتاب۔ قیمت ۵/۷ روپے علاوہ ڈاک خرچ۔

مکتبہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

قومی اسمبلی
میں

- قادیانی مسئلہ پر مسلمانوں کی ترجمانی
- بھارت کا ایٹمی دھماکہ
- حلقۂ انتخاب کے مسائل اور مشکلات

قومی اسمبلی ۔ ۱۸ جون ۷۴ء

سپورٹس اسمبلی

(۱)

قومی اسمبلی کے بجٹ سیشن کے دوران شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی تقریر مورخہ ۱۸ ۶/۷۴ کو اسمبلی نے جس شکل میں ضبط کیا اسی صورت میں پیش کی جا رہی ہے۔ (ادارہ)

بھارت کا ایٹمی دھماکہ | نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ـــــ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ نہ صرف اس طرف کے لوگوں نے صحیح تنقید کی ہے۔ بلکہ حزب اقتدار نے بھی صحیح طرح سے بجٹ کے متعلق خیالات ظاہر کئے۔ بہر تقدیر اس وقت مجھے جناب سپیکر صاحب کا حکم ہے۔ کہ اختصار سے کام لوں تو مجھے ایک چیز عرض کرنا ہے۔ کہ اس وقت ملک کو ایک بہت بڑا اور اہم مسئلہ درپیش ہے۔ اور وہ اہم مسئلہ یہ ہے۔ ہندوستان کا ایٹمی دھماکہ کرنا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان کے عزائم سوائے پاکستان کی تباہی کے اور کچھ نہیں۔ انہوں نے راجستان میں جو ایٹمی تجربہ کیا ہے۔ وہ ہمیں اپنا تابع بنانے کے لئے اور دھمکانے کے لئے ہے۔ اور ہندوؤں سے ہمیں کوئی توقع نہیں ہے اگر اسے موقع ملے گا۔ تو یقیناً وہ پاکستان کے اوپر جیسا کہ ہیروشیما پر بم گرایا گیا۔ اس بم کو اسی طریقہ سے استعمال کرے۔ اس کے لئے بھی وہ تیار ہو سکتا ہے۔

کاغذی معاہدوں پر بھروسہ بیکار ہے | ہمارے جناب عزیز احمد صاحب نے بیرونی ممالک میں جا کر بیان دیا ہے۔ کہ جو ایٹمی ہتھیار کے مالک ملک ہیں ان سے ہم نے ضمانت لینے کی کوشش کی کہ یہ جو ایٹمی دھماکہ ہوا ہے۔ اسکی وہ ضمانت دیں کہ پھر اس طریقے سے دھماکہ جنگی مقاصد کیلئے استعمال نہیں کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر امریکہ۔ برطانیہ۔ فرانس چاہے چین بھی اس کے ساتھ

شامل ہو، وہ ہمیں اطمینان دلادیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ خدانہ کرے اگر وہ وقت جنگ کا جو ۷۱-۱۹۷۰ء میں آیا تھا۔ وہ وقت جب آئیگا۔ تو نہ کوئی معاہدے نہ وہ ضمانتیں نہ وہ تحفظ ہمیں پھر ایٹمی دھماکے سے بچائیں گے ــــ ہرگز نہیں ــ وہ ضمانتیں کارآمد نہیں ہوں گی۔ اور یقیناً دشمن اپنے حربے کو استعمال میں لائے گا۔ اس کے لئے مجھے یہ گذارش کرنا ہے۔ کہ اس کے لئے بجٹ میں جس قدر رقم مقرر کریں۔

جنگی منصوبوں کیلئے قوم کو اعتماد میں لیں

میں کہتا ہوں کہ چھ ارب کی بجائے بارہ ارب مقرر کریں۔ ہماری قوم مسلمان قوم ہے۔ یعنی پاکستانی قوم ۔ یہ اسلام و دین کی خاطر مجھے یقین ہے کہ اگر مجھ جیسا ناقص آدمی اپنی قوم سے اپیل کرے کہ ہم ملک کے تحفظ کے لئے ایٹمی ہتھیار بنانا چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے ہمیں بارہ ارب روپے چاہئیں ــــ تو قوم بڑی سے بڑی قربانی دیدے گی۔ پاکستانی قوم کے احساسات یہ ہیں۔ ان کو چودہ سو برس پہلے سبق پڑھایا گیا تھا۔ جبکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا سب کچھ مال و متاع قوم کی خاطر پیش کردیا۔ اور حضرت عمرؓ آدھا سامان لے آئے۔ ہماری قوم ان کے نقش قدم پہ چلتی ہے۔ یہ قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔ اور خصوصاً ایٹمی ہتھیار بنانے کیلئے اور دوسرا ضروری اسلحہ بنانے کے لئے جتنی بھی رقم آپ کو چاہئے قوم دینے کیلئے تیار ہوگی۔ میں کہتا ہوں کہ ہندو جیسی بزدل قوم نے بھوک برداشت کی، اور ایسی سختیاں برداشت کیں اور انہوں نے یہ دھماکہ کرلیا ہے۔ ہمیں تو ابتداء سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا تھا: واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم ــــ یہ ٹھیک ہے کہ بین الاقوامی سطح پر ہم معاہدے بھی کرتے ہیں، ہم اسکی مخالفت نہیں کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں ان معاہدوں پہ قطعاً اعتبار نہیں ہے۔ سختی کے وقت کوئی کام نہیں آئیگا۔ اور ہمارے ساتھ اگر کوئی طاقت ہوگی تو ایک چیز ہوگی اور وہ ہمارا ایمان ہوگا۔ تو ایٹمی ہتھیار نے قوم کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی ہے تو ہمیں اس کے جواب میں تیاری کرنے پر جتنی رقم خرچ کرنا پڑے ہم اسے کل سے لینا شروع کردیں تو قوم ہمیں شام سے پہلے دینے کیلئے تیار ہے۔

ہمارے ایٹمی منصوبے اور مرزائیوں کا کردار

شرط یہ ہے کہ جتنی رقم منظور ہو وہ خرد برد نہ ہو۔ قوم تب سستی نہیں کرے گی۔ اور تب قربانیوں سے دریغ نہیں کرے گی بشرطیکہ اس سلسلے میں یقین ہو جائے کہ حکومت صرف باتیں کرنے والی نہیں بلکہ عمل کرنے والی بھی ہے۔ اور یہ کہ قوم کو یقین ہو کہ ایٹمی اور فوجی پروگرام مرزائیوں کے ہاتھوں میں نہیں دئے جائیں گے۔ نہ انہیں ایسے کاموں

کا سربراہ بنایا جائے گا۔ ہم ایسے لوگوں پر بھروسہ کریں جنکے مذہبی نقطۂ نظر سے سرے سے جہاد حرام ہے۔ بی بی سی بھی اعلان کرتا ہے کہ مرزائیوں کے عقیدے میں جہاد حرام ہے۔ اور یہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے۔

مرزائیت

دوپہر کے وقت ایک صاحب نے کہا کہ فلاں جماعت نے پاکستان اور قوم کے خلاف فلاں کچھ کہا۔ لیکن اس نے نام نہیں لیا تو قادیانیوں کا، جنہوں نے پاکستان کی مخالفت کی۔ ان کے مذہبی پیشوا مرزا بشیر الدین نے وصیت لکھی ہے۔ کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے امانت کے طور پر یہاں دفنا دینا۔ جب قادیان متحد ہوگا، یہ پاکستان کے ساتھ ملے گا۔ تو میری لاش یہاں سے نکال کر قادیان میں دفن کر دینا۔

جناب والا! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ کہ اس پاکستان میں سوائے مرزائیوں کے تمام مسلمان متفق ہیں۔ شیعہ مسلمان متفق ہیں۔ بریلوی مسلمان۔ دیوبندی مسلمان، سنی اور حنفی مسلمان متفق ہیں۔ سب ایک ہیں۔ مگر دیکھو حقائق سے آنکھیں بند مت کرو۔ ریڈیو ہمارے پاس نہیں، اخبار ہمارے پاس نہیں۔ ٹیلیویژن ہمارے پاس نہیں۔

قوم بیدار ہے مرزائی مسئلہ میں ہم قوم کی آنکھوں میں مٹی نہیں ڈال سکتے

آپ کو معلوم ہے۔ کہ مجلس عمل میں علماء کی جماعت نے اعلان کیا کہ جمعہ کو کراچی سے پشاور تک پُرامن ہڑتال ہوگی اور انہوں نے یہ فرمایا کہ یہ ہماری اپنی حکومت ہے۔ وہ یہ نہیں چاہتے ہیں۔ کہ ملک میں بدامنی پیدا ہو یا کوئی نقصان ہو نہ ہی کسی قادیانی کی خونریزی ہو۔ اور نہ ہی کسی قادیانی کی دکان کو جلایا جائے لیکن میں اپنی حکومت کو یہ احساس دلانا چاہتا ہوں۔ کہ یہ پاکستان کے باشندے تھے۔ چاہے یہ ریڑھی والے تھے چاہے وہ تعلیم یافتہ تھے چاہے وہ جس خاندان سے اور جس صوبہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس پر متفق ہیں۔ کہ ان مرزائیوں کی اس ملک میں سرگرمیاں ملک وملت کے خلاف ہیں یہ لوگ دشمن کی جاسوسی کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں بڑ کلیدی مناصب پر قبضہ جمائے ہوئے ہیں اور ہم جس تباہی کی طرف جا رہے ہیں، اسکی وجہ کیا ہے۔؟

ان باتوں کے بارہ میں اب ہماری قوم بیدار ہو چکی ہے۔ ہم ان کی آنکھوں میں مٹی نہیں ڈال سکتے۔ ایک صاحب ودھوسے کو کہہ رہے تھے کہ یہ مولوی ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ اس سلسلے

میں یہیں عرض کروں گا کہ یہ صرف مولویوں نے نہیں کہا ہے بلکہ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے کہہ دیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی نہیں مانیں گے۔ یہ تو وزیر اعظم نے کہا ہے۔ کہ یہی میرا عقیدہ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس ملک کے کل باشندے جہاد کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور ہندوستان کے ساتھ جو کہ کافر ہے، اسلام کے نام پر لڑنے کیلئے اور اسکی حفاظت کیلئے اور ملک کی حفاظت کے لئے اپنی جان و مال قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں۔

مرزائی مسئلہ پر ریفرنڈم ہو چکا ہے | جناب سپیکر صاحب! میں یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ ایک دبی ہوئی آواز پہ کراچی سے لیکر چترال تک سارے ملک نے لبیک کہی۔ آج ہمارے ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے اپنی پالیسی نشر کی۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کے عوام نے قادیانیوں کے بارہ میں ریفرنڈم کر لیا ہے۔ ووٹ دے دیئے اور دیکھئے کہ جمعہ کو ہڑتال ہو گئی۔ پر امن ہڑتال ہوئی، اس میں یقیناً ایسے لوگ بھی ہوں گے جو غنڈے ہی تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے ملک کی حفاظت کے لئے اپنی حکومت اور بھٹو صاحب کی اپیل پہ کراچی سے لیکر پشاور تک کوئی ایسا واقعہ نہیں ہونے دیا۔ ایک دو واقعات جو پیش آئے وہ مجھے معلوم ہے کہ اس میں پولیس کی زیادتی تھی۔ لوگ نماز پڑھ کر مسجد آ رہے تھے۔ تو وہاں پولیس نے لاٹھی چارج کیا۔ میں آپ سے عرض کروں کہ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ۱۹۷۰ء میں اتحاد کا نعرہ بلند کرنے والے علماء تھے۔ اور اس جمعہ کے دن علماء ہی تھے جنہوں نے اشتعال نہیں دلایا۔ پنڈی میں خدا کے فضل و کرم سے کوئی لڑائی نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی واقعہ پیش آیا اور نہ ہی کوئی اور چیز ہوئی۔

آمریت ختم کرنیوالے علماء اور طلباء کی گرفتاری | لیکن بیس سے زیادہ علماء کو جیلوں میں بند کر دیا گیا اور اس طریقے سے طلباء، یہ وہ طلباء ہیں جن کی قربانی سے آمریت ختم ہوئی تھی ان کے اوپر دوبارہ حملہ کیا گیا۔ اگر ہماری غیرت ان کی حمیت کیلئے بیدار نہیں ہوتی تو کس موقع پہ ہم ان کے کام آئیں گے۔ میں یہ کہتا ہوں سب قوم بالکل پر امن ہے۔ لیکن قوم کے صحیح احساسات یہ ہیں۔ جو اس قوم میں بزدلی پیدا کرتے ہیں۔ کہ جہاد حرام ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبی مانتے ہیں۔ وہ ہمارے آئین اور دستور میں اسلام سے بالکل ایک الگ امت ہیں۔ یہ صرف ہم مسلمان ہی نہیں کہتے بلکہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ ظفر اللہ خان قائد اعظمؒ کے جنازے میں شریک نہیں ہوئے۔ اس نے کہا کہ مجھے کسی کافر حکومت کا مسلمان ملازم یا کسی مسلمان حکومت کا کافر ملازم سمجھ لیا جائے

میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ

جناب سپیکر صاحب :۔ مولانا صاحب! مختصر کر دیں۔

جناب عبدالحفیظ پیرزادہ :۔ مولانا صاحب! آپ کو اس کے لئے موقع ملے گا۔ آپ اس وقت بجٹ پر تقریر کریں۔

مولانا عبدالحق صاحب :۔ جناب والا میں اپنے علاقے کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

حلقہ انتخاب کی مشکلات اور مسائل | میں وزیر تعلیم سے یہ عرض کروں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ جس علاقے سے میں منتخب ہو کر آیا ہوں وہ علاقہ خشک تحصیل نوشہرہ ہے۔ اس کی تقریباً سات لاکھ آبادی ہے۔ میں عرض کروں کہ ایک روپے کا دس چھٹانک آٹا آتا ہے۔ اور وہ بھی آٹا پنجاب سے جاتا ہے۔ میرے خیال میں اگر اس کی آمد و رفت بھی بند کر دی تو وہ بیچارے سات لاکھ آدمی بھوک سے مر جائیں گے۔ معلوم نہیں کہ سمگلنگ کون کرتا ہے۔ ہمارے اس علاقے میں تحصیل نوشہرہ جس میں اٹک پل سے جنوب کو آپ جائیں تو دیکھیں پہاڑی سلسلہ چکہ چراٹ تک پھیلا گیا ہے۔ یہ سارا پہاڑی علاقہ ہے۔ اس علاقے میں نہ پانی ہے نہ سڑکیں ہیں۔ اور نہ ہی کوئی ہسپتال اور ڈسپنسری ہے۔ نہ اس میں کوئی سکول ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس وقت جب دس چھٹانک آٹا ہے۔ اور وہ بھی بھوسا ملا ہوا۔ اور وہ بھی ہمیں مشکل ملتا ہے۔ تو اپنی ترقیاتی سکیم میں ہماری اس تحصیل کے علاقہ خشک کے جو رہنے والے ہیں ان کو بھی شامل کر لیں۔ اور میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارا ملک تب ترقی کر سکتا ہے جب تمام رنجیدگیوں کو چھوڑ دیں۔ اور خاص کر میں سپیکر صاحب سے عرض کروں گا کہ یہ جو ہمارے پندرہ بیس علماء بلاوجہ نظر بند ہیں، میری یہ آواز وزیر داخلہ اور وزیر اعظم تک پہنچا دیں۔ کہ ان کو رہا کر دیا جائے اور ان سے میں یہ بھی گذارش کروں گا۔ کہ قوم کے احساسات بہت اچھے ہیں اور قوم اتحاد و اتفاق پیدا کرنا چاہتی ہے۔ ان علماء کی گرفتاریوں سے کالجوں کے طلباء کی گرفتاریوں کی بجائے اور ۱۴۴ دفعہ کے نفاذ سے بدامنی اور بدنظمی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے آپ ان باتوں کو چھوڑ دیں اور سب کو رہا کر دیں ۔۔۔ یہ مسئلہ قادیانیت بھی جیسا کہ وزیر اعظم نے وعدہ فرمایا تھا بہت جلد بل کی صورت میں قومی اسمبلی میں پیش کر دیں تو انشاء اللہ یہ مسئلہ جلد حل ہو جائے گا۔

قومی اسمبلی ۔ ۲۰ / جون ۷۴ء ۱۹
رپورٹر اسمبلی

قومی اسمبلی

میں

(۲)

۔۔ حکومتی شعبوں کی ناقص کارکردگی

۔۔ تہذیب و اخلاق کا دیوالیہ ۔ اور دیگر اہم مسائل ۔

قومی اسمبلی میں ضمنی بجٹ کے بارہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کی تقریر مورخہ ۲۰ / جون ۷۴ء ۱۹
اسمبلی کی ضبط شدہ شکل میں پیش کی جارہی ہے ۔ ـــــ ادارہ ـــــ

مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک : ــــ محترم سپیکر ! ضمنی بجٹ میں کروڑ ہا روپے کے اخراجات ظاہر کئے گئے ہیں ۔ ضمنی بجٹ حقیقت میں اس وقت پیش کیا جاتا ہے ۔ جب ملک میں ناگزیر حالات پیش آئیں ۔ یا ارضی اور سماوی آفات پیش آئیں ۔ یا دشمن کا حملہ ہو اور اس پر حکومت خرچ کرے ۔ تو اس کی منظوری ایوان سے لینی چاہیئے ۔ لیکن یہاں دیکھا جاتا ہے ۔ کہ تقریباً ۱۵۰ مطالبات زر ہیں ۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ہر محکمے اور شعبے میں زیادہ خرچ ہوا ہے ۔ اب اسکی دو وجوہات ہو سکتی ہیں ۔ ایک تو یہ کہ جس محکمہ اور عملہ نے عام بجٹ کی منصوبہ بندی کی تھی اس کو ہر شعبہ کی ضروریات معلوم نہ تھیں کہ اس کی ترقی کے لئے کون سی چیزیں چاہئیں ۔ بس کچھ اعداد و شمار انہوں نے لکھ دئے ۔ اور جب حقیقت سامنے آئی تو زیادہ خرچ کرنا پڑا ۔ تو اگر یہ صورت ہے کہ عام بجٹ بناتے وقت حکومت کو ضروریات اور ترقی کے پروگرام معلوم نہیں تھے ۔ تو یہ اس محکمے کی ناکامی اور نالائقی ہے ۔

اور اگر اس بنا پر زائد خرچ کیا گیا ہے کہ چاہے عام بجٹ ایوان نے جتنا بھی منظور کیا ہے ۔ ہم بغیر اس کے لحاظ کئے ہوئے جتنا چاہیں خرچ کریں اور ہم کو کرنا چاہیئے اور حکومت ایوان سے اسکی منظوری لے لیگی ۔ اگر میرا خیال ہے تو یہ ایوان کی بالادستی کے خلاف ہے ۔ ضمنی بجٹ کے متعلق گزارش یہ ہے کہ جو ضروری خرچ ہو وہ تو حکومت کرتی رہے ۔ لیکن غیر ضروری اخراجات

کی منظوری پہلے اس ایوان سے لے اور منظوری سے بغیر یہ اخراجات نہ کرے۔ اس طرح اس ایوان کی بالادستی بھی قائم رہے گی۔ باقی میں چند چیزوں کے متعلق عرض کروں گا۔ ایک تو یہ کہ سیلاب کے متعلق اور آفات سماوی کے متعلق جو رقوم خرچ کی گئی ہیں۔ اور ان کو یہاں ظاہر کیا گیا ہے۔ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ صوبہ پنجاب یا صوبہ سندھ یا ملک کے کسی بھی حصے میں جہاں جہاں سیلاب نے تباہ کاریاں مچائی تھیں۔ اس کے لئے حکومت نے جو خرچ کیا ہے وہ بہت مناسب ہے۔ بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس ضمنی بجٹ میں اگر اس سے زیادہ کی بھی ضرورت ہو تو ہم اس کے لئے بھی منظوری دینے کو تیار ہیں۔ لیکن اس پر غور کرنا ہے کہ پنجاب، یا سندھ میں جو اخراجات ہوئے ہیں یہ تو اس ایوان کے دائیں جانب یا بائیں جانب، بیٹھے ہوئے ممبران صاحبان کو ہی معلوم ہوں گے۔

تحصیل نوشہرہ کے سیلاب زدہ علاقوں سے انصاف نہیں ہوا | لیکن میں یہ گذارش کروں گا کہ جس علاقے سے میں منتخب ہوا ہوں، تحصیل نوشہرہ۔ وہاں کے علاقے اکوڑہ، پبی، خٹک، نظام پور کے پہاڑوں سے نالیاں آئیں اور ان کی وجہ سے بڑے مکانات تباہ ہوئے۔ اور دکانیں تباہ ہوئیں، اسی طرح زمینوں کو سیلاب نے ضائع کیا۔ اس کے لئے ہم نے درخواستیں دیں۔ سروے بھی ہوا۔ لیکن اس کا کوئی تدارک نہیں ہوا۔ یہ ٹھیک ہے کہ جو سیلاب عام طور سے پنجاب میں آیا یا سندھ میں آیا تھا اس کے اوپر جتنا خرچ ہوا وہ جائز خرچ ہے بلکہ اس سے زیادہ خرچ کرنا چاہیئے۔ لیکن اس کے باوجود جو دوسرے سیلاب زدہ علاقے ہیں ان کے اوپر توجہ نہیں دی گئی۔

جنگلات کا ناجائز استعمال | اس کے علاوہ اس ضمنی بجٹ میں تحفظ اشجار کے متعلق زائد اخراجات دکھائے گئے ہیں۔ اس کے متعلق میں مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سرکاری جنگلات اور سرکاری اشجار کے ساتھ جو معاملہ ہوا ہے وہ حکومت کے علم میں ہے۔ اگر اشجار کا تحفظ حکومت نہیں کر سکتی تو پھر ان کے لئے زیادہ اخراجات طلب کرنے کی منظوری نہیں دینی چاہیئے۔

جشن آئین کے نام پر سفارتخانوں کی عیاشیاں | دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ وزارت خارجہ کے اخراجات اس ضمنی بجٹ میں دکھائے گئے ہیں۔ میں وزارت خارجہ کے شعبے سفارتخانوں میں جشن آئین منانے کے لئے اخراجات بھی اس میں بتائے گئے ہیں۔ میں اس کے متعلق پوچھ سکتا ہوں کہ اس میں سے کتنا روپیہ جشن آئین پر خرچ ہوا اور شراب پر کتنا خرچ ہوا۔ یہ اگر شراب کے لئے

خرچ ہوا ہے۔ تو میں اپنے اسلامی ملک کی اس اسمبلی سے یہ توقع نہیں کر سکتا کہ وہ ان اخراجات کی منظوری دے گی۔

سرکاری تقریبات اور شراب نوشی | کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ لنکا میں ہمارے سفارتخانے نے آئین کا جشن منانے کی دعوت دی اور شراب سے تواضع کی گئی اور وہاں سے غیرت مند لوگ واک آؤٹ کر کے چلے آئے ۔۔۔۔ تو ایسے اخراجات جو جشن آئین کی ذیل میں شراب پر ہوئے ان کی ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے اجازت نہیں دے سکتے۔ اس کے علاوہ اس ضمنی بجٹ میں وزارت سیاحت کے لئے اخراجات طلب کئے گئے ہیں۔

وزارت سیاحت اور ہپی ازم | مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ میں نے ایک سوال کیا تھا یہاں کہ اس ملک میں کتنے ہپی داخل ہوئے۔ مجھے جواب ملا کہ ہمیں ان کی تعداد معلوم نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ہپیوں کی وجہ سے سیاحت کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ یا نہیں۔ لیکن یہاں وزارت سیاحت کو یہ معلوم ہی نہیں کہ کتنے ہپی ملک میں داخل ہوئے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ہپیوں کی وجہ سے ہماری سیاحت کو فروغ حاصل ہوا ہے یا نہیں۔ البتہ ہپیوں کی وجہ سے ہمارے اخلاق و آداب کا جنازہ نکل گیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہماری نوجوان نسل ہے۔ ان کی ہپیوں جیسے لمبے بالوں سے غمازی ہوتی ہے کہ یہ پوری نسل ہپیوں کی تمام عادات اپنانے کے راستے پر نکل پڑی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ ایسی وزارت سیاحت جو کہ ہمارے لئے باہر سے دوسروں کی عادات و اطوار برآمد کر رہی ہے۔ اجنبی تہذیب و تمدن لانا چاہتی ہے۔ ہم اس کے اخراجات کے لئے کیسے منظوری دیں اور یہ کہ اس کے لئے زیادہ اخراجات بھی منظور کئے جائیں۔

محکمہ تار و ٹیلی فون کی کارکردگی | جناب والا! محکمہ تار اور ٹیلی فون کے لئے اور زیادہ اخراجات مانگے گئے ہیں۔ اس کی بابت میں صرف اتنا عرض کروں گا۔ کہ ایک تار مجھے ایک حاجی نے بھیجا اس میں لکھا کہ میں فلاں ٹرین میں آرہا ہوں۔ حاجی اسٹیشن پہ پہنچ گیا۔ سامان اس کے پاس تھا۔ گھر پہنچ گیا اور تار اس کے بعد پہنچا ۔۔۔۔ حالت یہ ہے کہ تین تین دن کے بعد موت اور زندگی اور کاروباری تاریں پہنچتی ہیں۔ تار کا محکمہ بالکل فیل ہو چکا ہے۔ ٹیلی فون کی حالت یہ ہے۔ اور آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ صبح سے عصر تک بیٹھے رہیں تو پھر بھی جواب نہیں ملتا۔ تو بہر حال تار اور ٹیلیفون کے محکمہ کا انتظام صحیح نہیں ہے۔ اس کو کسی طریقے سے صحیح کریں۔

ہمارے سائنس دان کیا کر رہے ہیں | اس کے علاوہ وزارت سائنس کے لئے ضمنی بجٹ

میں اور رقم مانگی گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ وزارت سائنس کے لئے روپے دیں۔ لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وزارت سائنس نے کیا کیا ہے۔ بھارت نے ایٹم بم بنالیا۔ اور اب ہائیڈروجن بم بنانے کا اعلان کیا ہے۔ تو ہمارے سائنسدان کیا کر رہے ہیں۔ ہم زیادہ پیسے دینے کو تیار ہیں۔ مگر وہ اس ضمن میں کچھ کام بھی تو کریں۔ ہمیں مادی لحاظ سے بھی دشمن کے مقابلے کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ وزارت سائنس نے اب تک اس سلسلے میں کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا۔

تحصیل نوشہرہ اور کم ترقی یافتہ علاقوں سے بے انصافی | اس کے علاوہ وزارت خوراک وزراعت کے لئے کم ترقی یافتہ علاقوں کے لئے زیادہ رقم مانگی ہے۔ مجھے پورے علاقوں کا پتہ نہیں ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اٹک کے پل سے نوشہرہ تک۔ اور نظام پور کے علاقوں میں پانی اور آبنوشی کا کام بالکل ناقص ہے۔ نہ ٹریکٹر دیئے گئے ہیں نہ ٹیوب ویل۔ ان علاقوں میں بجلی نہیں ہے۔ نوشہرہ نظام پور، اکوڑہ میں جو کم ترقی یافتہ علاقے ہیں، ان کو ترقی دیں۔ اور وہاں کے غریب لوگوں کی بہبود کے لئے کچھ کام کریں۔

خاندانی منصوبہ بندی پر رقم ضائع ہو رہی ہے | جناب والا! فیملی پلاننگ کے لئے زیادہ رقم مانگی گئی ہے۔ اس پر بیشتر ممبران نے تقریریں کی ہیں۔ فیملی پلاننگ کے محکمہ کے افراد دوائیں پانی میں ڈال دیتے ہیں۔ اور ان کو ضائع کیا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے اور رقم مانگی گئی ہے۔ اول تو میں ایک عالم کے لحاظ سے اسکو جائز نہیں سمجھتا۔ پھر اسکی تسلی ناکامی اور عدم افادیت کی وجہ سے۔ میں نے پچھلے بجٹ میں تقریر کے موقع پر کہا تھا۔ اور اب پھر کہتا ہوں کہ اس کو رقم دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔

ہمیں جاہلیت کے آثار قدیمہ سے کوئی دلچسپی نہیں | آثار قدیمہ کے متعلق رقم مانگی گئی ہے۔ اس کے متعلق میں یہاں کہوں گا۔ کہ آثار قدیمہ تو مسلمانوں کے ہونے چاہئیں نہ کہ راجہ داھر کے بت کی حفاظت کی حفاظت کی جائے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم مسلمانوں کے آثار قدیمہ کی حفاظت کریں۔ اور ان کو محفوظ رکھیں۔ محمود غزنوی نے سومنات کا بت توڑ دیا تھا۔ آپ ہندوؤں کے بتوں کی حفاظت کے لئے رقم مانگتے ہیں۔ محمود غزنوی نے خواب میں دیکھا کہ سومنات کا بت توڑ دینا چاہیئے۔ تو انہوں نے حملہ کر کے اسے توڑ دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہاں بت خانے نہیں ہوں گے۔

جناب والا! میں آثار قدیمہ کے خلاف نہیں ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ آثار قدیمہ کی حفاظت ہونی چاہیئے

لیکن جاہلیت کے آثار قدیمہ جو ہیں ان کی حفاظت کے نام پر اخراجات میں اتنے اضافہ کا مطالبہ نہیں ہوں۔

جنرل سکیم | میڈیکل کے لئے رقم مانگی گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہمارے وزیر صحت کے بیان کے مطابق جنرل سکیم کے تحت دوائیں سستی ہوگئی ہیں، تو مجھے اس کے لئے زیادہ اخراجات منظور کرنے کی بات سمجھ نہیں آتی۔ جب دوائیں سستی ہوگئی ہیں۔ تو اخراجات میں اضافہ کیسے ہو رہا ہے۔ میری گذارش ہے کہ وزارت صحت اس سلسلے میں ایسے اقدام کرے کہ واقعی دوائیں سستی ملیں۔ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی حالت بہتر بنائیں۔

جناب والا! حالت یہ ہے کہ ہسپتالوں میں دوائیں نہیں ملتیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اس کیلئے آپ ضمنی بجٹ میں جتنا روپیہ بھی زیادہ کردیں پھر بھی غریب لوگوں کو دوائیں نہیں ملیں گی۔ حکومت کا فریضہ ہے کہ وہ ایسے اقدامات کریں۔ جس سے عوام کو دوائیں سستے داموں ملیں میں نے یہی آپ کی خدمت میں عرض کرنا تھا۔ ■■

عبادات و عبدیت

از شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

طاعات خداوندی کا سرچشمہ محبت	اسلام اور ہجرت
اللہ کی محبوبیت اور مالکیت	رمضان المبارک اور برکات رمضان
اعمال صالح کی خاصیتیں	عید الفطر
امت کا امتیازی وصف	زکوٰۃ اور عشر کا فلسفہ
کامیاب و بامراد زندگی	حج کی اہمیت اور فضیلت

حضرت شیخ الحدیث کے ایمان افروز رقت انگیز اور روح پرور مواعظ و خطبات کا تازہ مجموعہ

قیمت صرف دو روپیہ

مکتبہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

قومی اسمبلی میں

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق

کے

سوالات

اور وزراء کے

جوابات

قومی پے اسکیل میں بے انصافی

سوال نمبر ۲۲۰ (۲۴/۱/۷۴) کیا وزیر مالیات بیان فرمائیں گے۔ کہ آیا قومی پے سکیل میں گریڈ ۱۶ (سابق جونیئر کلاس ون) کے افسروں کی تنخواہ بڑھا کر -/۳۵۰ روپے سے -/۷۰۰ روپے اور گریڈ ۱۷ (سابقہ سینئر کلاس ون) کے افسروں کی تنخواہ کو -/۸۵۰ سے -/۱۲۰۰ روپے کر دی گئی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ان کی تنخواہ کے اسکیلوں کی ابتدائی رقم میں اتنا فرق کیوں ہے۔؟

جواب:- ڈاکٹر مبشر حسن —— سابق جونیئر کلاس ون کے افسران گریڈ ۱۷ میں ہیں۔ گریڈ ۱۶ میں نہیں۔ اسی طرح سابق سینئر کلاس ون افسران گریڈ ۱۸ میں ہیں، گریڈ ۱۷ میں نہیں۔ گریڈ ۱۸ کی ابتداء میں زیادہ اضافہ کی وجہ یہ ہے کہ سابقہ بہت سے اسکیلوں کو جو -/۸۵۰ روپے سے -/۱۱۱۵ روپے تک پھیلے ہوتے تھے۔ انہیں ایک مشتق (سینئر) سکیل سے تبدیل کر دیا تھا۔

ایم ای ایس راولپنڈی صدر کی مسجد

سوال نمبر ۱۸۶ (۲۰/۱۲/۷۴) کیا وزیر دفاع بیان فرمائیں گے کہ ایم ای ایس کینٹ بورڈ نزد مری لائنز ڈھیری حسن آباد راولپنڈی کی مرمت گزشتہ ۱۵ سال نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

جواب:۔ عزیز احمد ———— ایم ای ایس شارع عام نہیں، کینٹونمنٹ بورڈ نے پہلے ہی مرنی لائنز کے قریب کینٹونمنٹ روڈ کی ضروری مرمت کر دی ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ پہلے پندرہ سال میں مرمت نہیں کی گئی۔

سوال ۱۸۱ کیا وزیر دفاع ازراہ کرم بتائیں گے۔ کہ آیا یہ امر واقع ہے۔ کہ مرنی لائنز ڈھیری حسن آباد راولپنڈی چھاؤنی کی مسجد کو ان شہریوں کے لئے بند کیا ہے۔ جو ان کے قریب رہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کے وجوہ کیا ہیں۔؟

جواب:۔ مرنی لائنز ڈھیری حسن آباد میں مسجد یونٹ کی مسجد ہے۔ جو صرف ان فوجی اور سول ملازمین کے لئے بنائی گئی تھی جو یونٹ لائنز میں رہائش پذیر تھے۔ مسجد کے دو دروازے ہیں ایک یونٹ کے صحن میں کھلتا ہے۔ دوسرا شارع عام پر۔ شارع عام پر کھلنے والا دروازہ سیکورٹی کے پیش نظر بند کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ غیر مجاز عملہ بھی مسجد کے راستے یونٹ لائنز میں داخل ہو جاتے ہیں۔

تحصیل نوشہرہ کے مسائل ۔ بجلی و آبپاشی

سوال ۱۸ کیا وزیر ایندھن، بجلی و قدرتی وسائل بیان فرمائیں گے:

(الف) تحصیل نوشہرہ کے خشک پہاڑی علاقوں نظام پور، ہانکی کونسل، چراٹ وغیرہ جیسے خشک اور بے آب و گیاہ علاقوں کی آبپاشی کے لئے کوئی سکیم حکومت کے زیر غور ہے۔؟

(ب) سال ۷۳-۱۹۷۲ء میں تحصیل نوشہرہ میں ٹیوب ویلوں کے لئے بجلی کنکشن کی بابت کتنی درخواستیں دی گئی تھیں۔ اور اس عرصہ میں کتنے ٹیوب ویلوں کو بجلی مہیا کی گئی، نیز

(پ) ۷۴-۱۹۷۳ء کے دوران کتنے نئے ٹیوب ویلوں کو بجلی مہیا کی جائے گی۔؟

جواب:۔ محمد حنیف وزیر ایندھن، بجلی و قدرتی وسائل۔

(الف) واپڈا فی الحال آبپاشی کی ایسی کسی اسکیم پر غور نہیں کر رہا۔ یہ معلوم نہیں ہے کہ آیا صوبائی حکومت اس معاملے پر غور کر رہی ہے۔ یا نہیں۔ صوبہ سرحد کی حکومت سے یہ معلومات دینے کے لئے کہا گیا ہے۔ اور موصول ہونے پر انہیں ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے گا۔

(ب) ۷۳-۱۹۷۲ء کے دوران تحصیل نوشہرہ سے ٹیوب ویلوں کے بجلی کے کنکشن کے لئے ۲۰۶ درخواستیں موصول ہوئی تھیں، جن میں ۱۶۶ درخواست گذاروں نے ضروری رسمی کاروائی مکمل کر دی تھی۔ اور ۱۳۴ کو بجلی دے دی گئی تھی۔

(پ) ۷۴-۱۹۷۳ء کے دوران تحصیل نوشہرہ میں تا حال ۱۱۶ ٹیوب ویلوں کے لئے بجلی کے نئے کنکشن دئے گئے ہیں۔

سوال ۱۰۹ ۱۵/۶/۷۴ کیا وزیر ایندھن، بجلی، و قدرتی وسائل بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے۔ کہ تحصیل نوشہرہ کے بیشتر پہاڑی علاقے بجلی سے محروم ہیں جس کے باعث آبپاشی اور زراعت جیسے اہم منصوبے تشنۂ تکمیل ہیں۔ مثلاً مانکی کونسل، شاہ کوٹ چراٹ، زیارت کاکا صاحب کونسل، چشمی کونسل اور علاقہ خوڑہ نظام پور کے اکثر دیہات۔

(ب) کیا حکومت کے پاس ایسی کوئی اسکیم ہے۔ جس کے ذریعے تحصیل نوشہرہ کے ایسے پسماندہ علاقوں کو بجلی مہیا کرنے پر خصوصی توجہ دی جائے۔؟

جواب:۔ محمد حنیف، وزیر ایندھن، بجلی و قدرتی وسائل۔

(الف)۔ ان علاقوں کے متعدد دیہات میں پہلے ہی بجلی پہنچائی جا چکی ہے۔ صرف ایسے چھوٹے چھوٹے دیہات میں جو دشوار گزار علاقوں میں واقع ہیں۔ یا جو واپڈا کی موجودہ ترسیلی لائنوں سے بہت دور ہیں۔ وہاں بجلی نہیں پہنچائی گئی ہے۔

(ب) ایسی کوئی خاص سکیم زیرِ غور نہیں ہے۔ کیونکہ تحصیل نوشہرہ کے بیشتر دیہات میں بجلی پہنچائی جا چکی ہے۔ جو اقتصادی لحاظ سے سودمند تھے۔

جہانگیرہ اور اکوڑہ خٹک ریلوے اسٹیشن

سوال ۲۹۴ ۲۷/۶/۷۴ کیا وزیر مواصلات براہِ کرم بتائیں گے:

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے۔ کہ خیر آباد اور جہانگیرہ ریلوے اسٹیشن سے ملحقہ کوارٹروں میں رہنے کو بجلی فراہم نہیں کی گئی ہے۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ بالا ریلوے اسٹیشن جو مذکورہ کوارٹروں سے چند گز کے فاصلے پر ہے۔ وہاں پہلے ہی بجلی موجود ہے۔ اگر ایسا ہے تو عملے کے کوارٹروں کو بجلی نہ دینے کی وجوہ کیا ہیں۔؟

جواب:۔ خورشید حسن میر

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں! ان اسٹیشنوں میں بالترتیب ۵۹-۱۹۵۸ء اور ۵۸-۱۹۵۷ء کے دوران

بجلی مہیا کی گئی تھی۔ اس وقت کی پالیسی یہ تھی کہ زیریں درجہ کے اسٹاف کوارٹروں کو بجلی مہیا نہ کی جائے لہٰذا انہیں بجلی نہیں دی گئی تھی۔

تاہم اسٹاف کوارٹروں میں بجلی پہنچانے کا کام ہاتھ میں لیا جاچکا ہے۔ اور یہ کام رقوم کی دستیابی کے مطابق ایک مرحلہ وار پروگرام میں کیا جائیگا۔

سوال ۲۹۵ کیا وزیر مواصلات براہ کرم بتائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ اکوڑہ خٹک ریلوے اسٹیشن پر پانی کی فراہمی کا انتظام نہیں؟

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکام سے گذشتہ ۵ سال سے خط و کتابت جاری ہے۔ اور ان سے التجا کی گئی ہے کہ مذکورہ بالا ریلوے اسٹیشن کو ملحقہ فیکٹری سے پانی فراہم کریں۔؟

(پ) اگر الف اور ب بالا کا جواب اثبات میں ہو تو اس ضمن میں حکومت نے ابتک کارروائی کیوں نہیں کی ہے۔؟

(ت) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ اکوڑہ خٹک ریلوے اسٹیشن کے گریڈ ۱ تا ۹ کے ملازمین کے کوارٹروں میں بھی بنیادی سہولتیں مثلاً روشن دان۔ بجلی اور پانی نہیں۔ اور

(ٹ) اگر ت بالا کا جواب اثبات میں ہو تو آیا حکومت مذکورہ بالا مسائل حل کرنے کیلئے تجویز کرے گی۔؟

جواب:۔ خورشید حسن میر

(الف) جی نہیں۔ جب اکوڑہ خٹک اسٹیشن پر واقع کنواں خشک ہو گیا تو پاکستان تمباکو کمپنی سے پانی کا کنکشن سے کر مال شیڈ کے قریب ایک نل لگا دیا گیا تھا۔ تاکہ ریلوے سٹاف اسے استعمال کر سکے۔ــــــ (ب) تمباکو کمپنی اور ریلوے میں پانی کی فراہمی کی بابت جو سمجھوتہ ہوا تھا اسے نومبر ۱۹۷۶ء میں کمپنی کو بھیجا گیا تھا لیکن کمپنی نے اسے ابھی تک مکمل نہیں کیا۔ جونہی کمپنی کسی ٹھوس معاہدے پر دستخط کرے گی تو ریلوے کیطرف سے اسٹیشن میں عملہ اور مسافر دونوں کے لئے پانی کی باقاعدہ فراہمی کے لئے پائپ لائن مہیا کر دی جائے گی۔ (پ) جز الف اور ب بالا کے جواب کے پیش نظر یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔ (ت) جی نہیں! اکوڑہ خٹک اسٹیشن پر درجہ چہارم و درجہ سوم ملازمین کے مکانات منظور شدہ نقشوں کے مطابق تعمیر کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں ہوا کی آمد و رفت کیلئے کھڑکیاں اور روشندان لگے ہوتے ہیں۔ تاہم کوارٹروں میں بجلی ابھی تک نہیں پہنچائی گئی۔ مگر ۱۹۷۸-۷۹ء کے دوران یہاں بجلی مہیا کرنے کا پروگرام ہے۔ (ٹ) جو مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ ان پر پہلے ہی توجہ دی جارہی ہے۔

القاديانية حركة استعمارية

بقلم محمود حافظ مدير اخبار العالم الاسلامي مكة المكرمة

•• القاديانية حركة استعمارية زرعتها بريطانيا ابان حكمها الاستعماري للقارة الهندية وخططت لها المخابرات الامريكية لتستمر ولتكون اداة منفذة للمخططات الاستعمارية الغربية في المحيط الاسلامي.

فاذا كانت الماسونية منظمة يهودية تخفي مبادئها الاجرامية تحت شعارات من الخدمات الانسانية والفكرية التي ترتكب تحتها افظع انواع الجريمة ... فان القاديانية هي منظمة لا تقل في خطورتها عن الماسونية، فهي تؤدي الى نفس الغاية والهدف وان اختلفت الوسائل وتشعبت الطرق.

المهم هو الوصول الى الاهداف الرئيسية التي رسمها الحاقدون على الانسانية وتقدمها وعلى الاسلام وحضارته.

.. وانني اجد اليوم فيما يحدث على اجزاء معينة من الخريطة الاسلامية تشابها في تنفيذ الجريمة ميكانيكيا تاما في نقل الخطوات وتحقيق الهدف رغم ان المسافة الزمنية والجغرافية بعيدة بين مكان وآخر.

وهذا ما يثبت امامنا جميعا تلك الوحدة العضوية في التركيبة الماسونية وبالتالي فروعها المختلفة والمنتشرة في اكثر بقاع العالم وبطبيعة الحال في العالم الاسلامي.

.. فالمجازر التي يرتكبها اليهود ضد الشعب العربي بهدف الابادة والتصفية الجسدية هي في خطوطها الاساسية صورة اخرى عن الجريمة التي ترتكب حاليا في الفلبين ضد اربعة ملايين مسلم بقصد تصفيتهم وابادتهم .. فمن الحالتين السابقتين وهما اقرب الحالات الى اذهاننا ولتصوراتنا لاننا نعيش المأساة ونتابعها المؤلمة .. نجد ان الهدف واحد وهو تصفية الانسان المسلم -- واذلاله لانه يقول ربي الله فهو اذن صاحب مثل ومدارس قيم ومدافع عن حضارة، وهي امور بينها وبين الجرائم والفوضى عداوة مستحكم لا يجتمعان قط في مكان واحد، ويستحيل الجمع عليهما في مكان واحد ... من هنا كانت الحروب الدائرة حروبا مصيرية -- سواء في منطقتنا العربية ونحن نمثل حضارة وقيم، ومثل .. وبين يهود حماة الجريمة والفوضى وهو نفس الموقف الحاصل في . (١١ مارس ١٩٧٤)